

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اٹھارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 17 دسمبر 2019ء بروز منگل بمقابلہ 19 ربیع الثانی 1441 ہجری۔

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|-----------|------------------------------|-----------|
| 1 | تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔ | 3 |
| 2 | دعا و مغفرت۔ | 4 |
| 3 | چیر مینوں کے پیئیں کا اعلان۔ | 04 |
| 4 | وقفہ سوالات۔ | 32 |
| 5 | رخصت کی درخواستیں۔ | 52 |

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب صدر حسین
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 17 دسمبر 2019ء بروز مغل بہ طبق 19 ربیع الثانی 1441 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئیہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزاد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَنَحُّوْا إِلَى الْكُفَّارِ إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ طَ اتَّرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوْا^۱
لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿١﴾ إِنَّ الْمُنْفَقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ
لَهُمْ نَصِيرًا ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ
فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ طَ وَسُوفَ يُؤْتَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣﴾

﴿پارہ نمبر ۵ سورۃ الشمساء ایات نمبر ۱۲۳ تا ۱۲۶﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنار فیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا الزام صرخ۔ بیشک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پاوے گاؤں اُنکے واسطے کوئی مددگار۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط کپڑا اللہ کو اور خالص حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہے ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دے گا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب۔ وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ ایک منٹ میں اسمبلی کے چیئرمینوں کے پیش کا اعلان کر دوں۔

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! دعا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میراختر حسین لانگو: عارف محمد حسني صاحب کے کزن، غلام محمد ساتکنڈی صاحب اور فضل آغا صاحب کی ہمشیرہ، نصراللہ خان زیرے صاحب کے پچھا وفات پاچکے ہیں، اگر ان کیلئے پہلے دعا کی جائے تو پھر آگے کارروائی بڑھا سکیں۔ ان کے علاوہ ایکسٹینٹ میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرائیں۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! مرحومین کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں۔

(دعا مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں قواعد و انصباط کا رہنمای بلوچستان صوبائی اسمبلی محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت

روال اجلاس کیلئے ذیل ارائیں اسمبلی کو پیش آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا ہوں:

۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔ ۲۔ ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی صاحبہ،

۳۔ محترمہ شاہینہ کاٹر صاحبہ، ۴۔ جناب اصغر علی ترین صاحب۔

وقہہ سوالات۔ ملک صاحب! وقہہ سوالات کے بعد پھر میں آپ لوگوں کو نٹام دیتا ہوں۔ جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قاہد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! اس وقت مسلمانوں کو ایک تو اٹر نیشنل جو issue درپیش ہے۔ آسام میں مسلمانوں پر ظلم و جبر ہو رہا ہے ایک دفعہ تو کشمیر میں ایک کروڑ مسلمانوں کو یونیوال بنا یا ہے، آج سو سے زیادہ دن گزر گئے ہیں، چار مہینے سے وہ جس بے جا میں ہیں۔ ان کی زندگی کے تمام معماشی دروازے بند کئے گئے ہیں۔ ان پر ظلم و تشدد ہو رہا ہے ان کے جوان گرفتار ہو رہے ہیں ان کو غائب کر کے شہد کیا جا رہا ہے۔ یہ بین الاقوامی مسلمانوں کا مسئلہ ہے جس کی جتنی بھی نہمت کی جائے کم ہے۔ حال ہی میں اندیانے ایک اور انتہائی ناجائز فیصلہ کیا ہے، جس کے تحت مسلمانوں پر شہریت کے دروازے بند کئے گئے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت آسام میں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو کافی عرصے سے وہاں مہاجر ہوں کی حیثیت سے رہائش پذیر ہیں۔ ان کا یہ حق بتا ہے اگر دوسرے مذاہب کے لوگوں کو شہریت کا حق ملتا ہے تو ان کا بھی اسی طرح بغلہ دلیش سے مسلمان وہاں جا رہے ہیں۔ ان پر بھی یہ دروازہ بند کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو وہاں جس طرح نفرت سے دیکھا جاتا ہے یہ بین الاقوامی قوانین کی شدید خلاف ورزی بھی ہے اور اقوام تحدہ کا چارٹر ہے، اُس کی بھی خلاف ورزی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا جناب سے آپ کے توسط سے کہ اس ہاؤس سے ایک ایسا پیغام جائے کہ مسلمانوں کو ان کا

انٹریشنل حق وہ کسی بھی جگہ روکھا نہیں جاسکتا۔ اگر ان کا حق بنتا ہے تو ان کے حق سے اگر انڈیا انکار کرتا ہے تو وہ اقوام متحدہ کے قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے اور یونمن رائٹس کی بھی خلاف ورزی ہے اور انٹریشنل کیوںٹی اس کو اس سلسلے میں پابند کرے کہ اس سلسلے میں پوری دنیا میں آواز بلند کی جائے تاکہ آسام کے مسلمانوں پر ظلم بند ہو۔ آج جناب اپنے! آپ نے دیکھا ہو گا فوج طلباء کے پیچھے یونیورسٹی کے اندر چلی گئی۔ اور وہاں کے سٹوڈنٹس تھے انہوں نے وہاں پنا لے۔ لیکن خواتین جو اسٹوڈنٹس تھیں وہ آگے آئیں اور اپنے بھائیوں کو بچانے کیلئے وہ کھڑی رہیں۔ لیکن اس سفاک فوج کو اتنا بھی احساس نہیں ہوا کہ ہم اس مقدس ادارے میں بغیر اجازت کے بھی داخل ہو رہے ہیں اور وہاں مسلمانوں کو ہم تھہ تھغ کر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ تو یہاں سے ایک متفق تحریک چلی جائے کہ جو ظلم انڈیا میں مسلمانوں پر ہو رہا ہے اس کو فوری طور پر روک دیا جائے۔ ایک دوسری جناب! جو اس وقت ہم مسئلہ ہے ہم پچھلے سال کی جو پی ایس ڈی پی تھی اس پر بھی ہم یہی بحث کرتے رہے کہ منصفانہ ہو، منصفانہ ہو۔ ہم گناہ گار ہیں، اپوزیشن میں ہیں، وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ہمارے حلقے کے لوگوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ لیکن ہمارے حلقے کے لوگ انہی سہولیات کے حق دار ہیں جو کسی گورنمنٹ کے فرد کے حلقے کو جو سہولیات دی جا رہی ہیں۔ آج اب ایک statement حکومت کی طرف سے آیا ہے کہ سبیلہ میں دس ارب روپے سے زیادہ جو پیسہ ہے، پی ایس ڈی پی کا وہ جارہا ہے۔ تو یہ ایک انتہائی دردناک امر ہے اس پر انتہائی سوچ و بچار کی ضرورت ہے۔ باقی جو حلقے ہیں ان کو بھی انہی سہولیات کی ضرورت ہے جو کسی گورنمنٹ کے وزیر یا وزیر اعلیٰ یا گورنمنٹ سینئر وزیر کو جو سہولیات دی جاتی ہیں۔ اب اگر ایک حلقے میں دس ارب روپے جاتے ہیں۔ اور ایک حلقے میں ایک کروڑ روپے جاتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کو انصاف کے کس ترازو میں تو لا جائے؟ لیعنی تھوڑا سا باشور معاشرہ ہو، تھوڑا سا باضمیر معاشرہ ہو، اُس کے خلاف، تو اُس کو اٹھ جانا چاہیے۔ اور یہ جو اس طرح کی نا انصافیاں ہیں اس کی اجازت کسی بھی صورت نہیں ملتی چاہیے۔ آج چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما نہیں ہیں، ان کی طرف سے یہ statement چھپا دیا ہے۔ اور یہ سارے ساتھی اور آپ جناب خود بھی ان حقائق سے باخبر ہیں۔ تو ایسی صورت میں میں نہیں سمجھتا کہ پھر اس اسمبلی میں ہم خاموش رہیں اور اس ظلم کو برداشت کرتے رہیں۔ اور ایک تیسرا جو انتہائی اہم گزارش ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو اپنی اسٹنٹ کامل یہاں سے بچر منظور کرایا گیا یہ جو بھی لگائے جیسے لگائے وہ تو اپنی جگہ پر ایک issue ہے اس کے خلاف ہم چیختے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ایک کالا قانون یہاں سے پاس ہوا ہے۔ اب assistants or coordinators جو مختلف حلقوں میں فنڈ بھی دیا جا رہا ہے۔ تو میں یہ نہیں سمجھتا اس میں ہم اپنی گورنمنٹ کے آفیسرز ہیں ان کی توجہ بھی اس

طرف دلاتے ہیں کہ آپ کے ذمہ means of the government یعنی گورنمنٹ کے معنی ہے چیف سیکرٹری ہے صوبے کا جو وزیر یا اعلیٰ ہے یہ کسی صورت میں بھی گورنمنٹ کے نام سے نہیں پکارا جاتا۔ اور جو لاء یا جو رونز ہیں اس کی بالادستی یہ basically ذمہ داری ہے۔ ہمارے جو سیکرٹری صاحبان ہیں، چیف سیکرٹری صاحب ہیں اور 1995ء میں بھی ایک بڑا اچھا فیصلہ دیا ہے کہ آفسرز جو ہیں کہ وہ کسی بھی وزیر یا اعلیٰ کے کسی بھی illegal آڈٹ کو سیکرٹری صورت میں تسلیم نہیں کریں۔ اس کو refuse کر دیں۔ وہ قانون کے مطابق جائیں اور قانون کے مطابق وہ اپنے فیصلے دیں۔ لیکن یہاں اگر ہمارے سیکرٹری صاحبان بھی، یا اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ تو وہ ہائی کورٹ کے فیصلے کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اور ان کے اپنے منصب کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ قانون کی بالادستی کو assure کریں۔ اور جو بھی اس قسم کے coordinators ہیں۔ کوآرڈینیٹر پرسکار کے کتنے پیسے آتے ہیں جناب! اس کو calculate کرنا، بہت ضروری ہے۔ سرکاری گاڑی، سرکاری نمبر پلیٹ کیا یہ جائز ہے کہ کوئی کوآرڈینیٹر سرکاری گاڑی پر سرکاری نمبر پلیٹ لگا کر مختلف حلقوں میں پھریں؟ تو یہ بنیادی چیزیں ہیں جن پر مکمل بحث بھی ضروری ہے اور جن کے بارے میں باقاعدہ فیصلہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اور یہ چیز بھی ضروری ہے کہ اب اس کے بعد اس قسم کی discrimination نہیں چلے گی جو ہم ان سے ہماری آواز جس طریقے سے بلند ہو سکے گی، ہم بلند کریں گے جو ہمارے بس میں ہوگا۔ یہ میری گزارشات ہیں اس پر انہائی غور کی ضرورت ہے اور اس پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک سکندر صاحب۔ جی ملک نصیر صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میرے خیال میں ملک صاحب کی باتوں کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک تو یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ گزشتہ جس طرح ملک صاحب نے فرمایا بجٹ کے دوران اپوزیشن کے جو خدشات تھے۔ اپوزیشن کے جو احتجاجات تھے کہ اپوزیشن کے ساتھ جورو یہ ہے حکومت کا یا ان کے حلقوں میں جو مداخلت ہے وہ آج، ایک تو اس پی ایس ڈی پی جو آج ہم سب کے سامنے ہے اخبارات کی زینت بنی ہوئی ہے کہ اس پی ایس ڈی پی میں بہت سارے علاقے ایسے ہیں کہ جہاں بہت خطریرقم رکھی گئی ہے۔ لیکن ان خطریرقم میں سے آج تک بلوچستان کے کسی ضلع میں بھی کوئی بر امنصوبہ آج تک شروع نہیں ہو سکا۔ بلوچستان کے کچھ ایسے علاقے ہیں جو پسمندہ بھی ہیں جہاں پانی کا مسئلہ ہے جہاں بجلی کا مسئلہ ہے۔ جہاں گیس کا مسئلہ ہے جہاں اسکول نہیں ہے جہاں ہسپتال نہیں ہے۔ اور ان علاقوں کو نظر انداز کر کے چونکہ وہ اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ ایک چھوٹی سی رقم دیکھ کر لیکن جناب اسپیکر صاحب! پھر اس رقم کے بعد انہی حلقوں میں غیر منتخب افراد کو ایک خطریر

رقم دیکروہاں کام شروع کیا گیا ہے۔ یعنی ہمارے حلقوں میں اگر اپوزیشن کی اپنی ہی تجویز پر اس حلقے میں پندرہ یادس کروڑ کا کام شروع ہے۔ اس کے عکس ایک ایسے غیر منتخب بندہ جس کا نہ اس اسمبلی سے تعلق ہے نہ وہاں کو نسلر ہے۔ اور نہ وہ ڈسٹرکٹ کا ممبر ہے۔ ایک بہت بڑا کام وہاں شروع کیا گیا ہے۔ اور ان کے بورڈ زوہاں آؤیزاں کئے جا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! وہ باقاعدہ افتتاح کر رہا ہے اور خصوصاً کوئی پنج جس کا پراجیکٹ ڈائریکٹر ہمارے کمشنر صاحب ہیں۔ گزشتہ دونوں آپ ہی کی رو لگ پر ہم نے اس کو اسمبلی میں بلا یا اور خاص کر اس بات پر اس نے اتفاق کیا کہ ہم تو اور کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ کر سکتے ہیں کہ جو غیر منتخب افراد ہیں اپنا بورڈ لگارہ ہے یا آپ کے حلقے میں مداخلت ہو رہا ہے، جہاں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! آج میں اس فلور پر واضح کرونا گا کہ آج دوبارہ ہمارے حلقوں میں وہی لوگ اپنے بورڈ لگارہ ہے ہیں، افتتاح کر رہے ہیں اور باقاعدہ کمشنر صاحب اس کی پشت پناہی بھی کر رہے ہیں۔ بہت سارے ایسے علاقوں میں جناب اسپیکر صاحب! آپ کو ان کی وہ تصویریں ملیں گی کہ وہاں کمشنر کھڑے ہیں۔ کمشنر صاحب تو اپوزیشن کے جو ہمارے نمائندے ہیں ان سے ملکر تصویر بننے سے کتراتا ہے کہ خدا نخواستہ کل کوئی آسمان ٹوٹ نہ جائے۔ وزیر اعلیٰ کے احکامات نہ آ جائیں تاکہ اس کی یہاں سے تبدیلی یا ٹرانسفر نہ ہو جائے۔ لیکن ایک غیر منتخب فرد کو یہ کیسے حق پہنچتا ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ اس کیسا تھا متعلقہ محکمے کا XEN بھی ہے۔ وہ ایک حلقے میں افتتاح بھی کرتا ہے۔ وہ وہاں تقریبی بھی کرتا ہے۔ وہ اپوزیشن کے جو نمائندے ہیں وہاں ان کے خلاف بولتا بھی ہے لیکن اس کی کھلی چھٹی دی گئی ہے۔ اب جس طرح ملک صاحب نے کہا جناب اسپیکر صاحب! خصوصاً ہمارے حلقوں میں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔ وہ غیر منتخب افراد جن کی پشت پناہی ہماری حکومت کر رہی ہے ہمارا وزیر اعلیٰ کر رہا ہے، ہمارا کمشنر کر رہا ہے۔ دوسری طرف سے غیر منتخب نمائندے وہ بورڈ لگاتے ہیں، ہم اُتارتے رہتے ہیں۔ ہم نے کمشنر سے کہا کہ آپ صرف اور صرف اس پراجیکٹ کا ڈائریکٹر ہی نہیں ہیں لا اینڈ آرڈر کی ذمہ داری بھی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اسمبلی کے اس فلور پر کہوں گا، پتہ نہیں یہ الفاظ کس طرح ہیں کہ وہ حرکت سے بازنہیں آتا۔ تو خاص کر اس قسم کی مداخلت جناب اسپیکر صاحب! ہم یہ بات چیف سیکریٹری کے نوٹس میں بھی لائے۔ اور اس سے باقاعدہ ہماری پارٹی کے جو نمائندگان ہیں انہوں نے ملاقات کر کے اپنے حلقوں میں مداخلت کی یہ زوادسنائیں۔ اب آپ اسمبلی کے اس فلور کی چیز کر رہے ہیں، آپ کے بھی نوٹس میں لارہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ آج موجود نہیں ہے، ان کے کچھ منشیر صاحبان موجود ہیں۔ سردار صاحب بھی میرے خیال میں پہنچ چکے ہیں وہ ہمیں تسلی تو دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House

ملک نصیر احمد شاہواني: سردار صاحب بھی ہمارے دوست ہیں، ہمارا ساتھی ہے، شاید آج جو وعدے وعید جو ہمارے ساتھ کرتے تھے، وہ اس طرح کے شاید وعدے ہمارے ساتھ نہ کر سکے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک چھوٹی سی بات میں صرف اس اسمبلی کے فلور پر کہنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! تھوڑا منقصر کر دیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: منقصر یہ ہے کہ یہ ہماری آخری ایک چھوٹی سی بات، مختصر الفاظ میں اس پر آپ کی روشنگ چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اس کے بعد پھر میں اسی فلور پر یہ کہونگا ہمارے حکومتی اراکین بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے حلقوں میں اس قسم کی مداخلت جاری رہتی ہے۔ غیر منتخب افراد کو نوازا جاتا ہے۔ وہاں لوگوں کو ایک تو اسمبلی نمائندوں کے برکس بڑے فنڈ زدیکران کے ٹھیکے سے بھی ان کو نوازا جاتا ہے۔ دوسرا طرف جناب اسپیکر صاحب! ان کو یعنی نہیں پہنچتا ہے کہ وہ افتتاح کریں، اپنے بورڈ آویزاں کریں۔ وہ ہمارے حلقوں میں مداخلت کریں۔ کوئی نہ پیکچ جس کے لئے ہمارے حلقوں کے لئے پہلے 2.08 بلین رکھے گئے تھے جناب اسپیکر صاحب! اب اس کو کم کر کے 1.008 بلین رکھا گیا ہے۔ سب سے پہلے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ پسمندہ حلقة ہے جو عرصہ کے بعد 2017ء میں جب تدوں بزنجووزیر اعلیٰ تھے، وہاں یہ کام شروع ہو گیا۔ باقاعدہ اس کا افتتاح ہوا۔ آج اس گورنمنٹ کے آتے ہوئے وہ فنڈ کم بھی کیا گیا ہے۔ اور پھر اس فنڈ کو کسی اور شکل میں، یعنی اپنے نمائندوں کی شکل میں اس کو پیش کیا جا رہا ہے کہ شاید یہ حکومتی اراکین کر رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پورے کوئی نہ کر لئے ہے۔ جس طرح خصوصاً کوئی نہیں اگر یہاں ترقیاتی کام مکمل ہے تو یہ پیسے جو کوئی نہ پیکچ کے، اس کے کوئی نہ کے مضافات میں جناب اسپیکر! کوئی نہ ہے، سریاب کے اندر، ادھر ہنہ ہے، اوڑک ہے، سرہ غرگئی ہے۔ کچالاں بھی کوئی نہ کے اندر آتا ہے۔ اور اس کو کوئی نہ پیکچ کو اس طرح پھیلایا جائے، بجائے اس کے کہ اور خصوصاً سریاب کے لئے جو پیسے رکھے گئے تھے، اس کو کم کیا گیا ہے۔ اور کام ہو رہا تھا جناب اسپیکر صاحب! اب اس کام کو باقاعدہ بند اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ غیر منتخب افراد جو ہمارے حلقوں میں مداخلت کر رہے تھے، انکو ہمارے دوستوں نے روکا۔ ہماری پارٹی کے ساتھیوں نے روکا۔ اس کے بعد کمشنر کو انہی افراد نے فون کیا کہ وہاں کام روک دیا جائے۔ گزشتہ ایک ماہ سے وہ جاری کام ہمارے حلقات میں بند کیا گیا ہے ایک نا انصافی ہے، یہ سراسر ظلم ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے اندر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب برابر کے شریک ہیں وہ اپنی نشست پر بیٹھ کر جب ہم ان سوالات کرتے ہیں یہاں وہ ہنسنے رہتے ہیں۔ جب جواب بھی دیتے ہیں۔ میرے خیال میں آج اگر وہ موجود ہوتے شاید میرے مقابلے میں وہ ایک گھنٹہ تقریبی کر لیتے۔ لیکن ہماری وہ جو تفہیقی ہے۔ ہمارے ساتھ جو وعدے ہیں۔ ہمارے حلقوں میں جو مداخلت ہے

وہ اس حد تک جا پہنچی ہے کہ اگر خدا نخواستہ کل ہم دست و گریبان ہو گئے، اُس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہے، وزیر اعلیٰ بلوچستان اس کی ذمہ داری کمشنز کوئٹہ پر ہے۔ اور خصوصاً سریاب کے ساتھ جو ظلم کیا جا رہا ہے وہ کام بند کیا گیا ہے جناب اپسیکر صاحب! اس فلور پر ہم واضح کہنا چاہتے ہیں اگر دوبارہ اس کام کو ایک ہفتے کے اندر اندر شروع نہیں کیا گیا تو اسی اسمبلی کے اجلاس کے دوران اپوزیشن اپنا متفقہ لائحہ عمل طے کر گی۔ ہم اس اسمبلی کے اندر بھی احتجاج کریں گے۔ ہم وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے بھی احتجاج کریں گے۔ ہم جس طرح بحث کے موقع پر با قاعدہ روڑوں پر بھی نکل آئے۔ ہم اس طرح دوبارہ جناب اپسیکر صاحب! ان کے سامنے ہو گے۔ اور آپ سے چاہتے ہیں کہ یہ کام جو ہمارا بند کیا گیا ہے اس پر رولنگ دیدیں۔ کمشنز کوئٹہ کو یہاں بلا یا جائے، وہ فریق بن چکا ہے اور بی اینڈ آر کے وہ نمائندگان جو بحیثیت نمائندے میرے پاس آ کروہ ان کاموں کی visit نہیں کرتے۔ ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ایک غیر منتخب افراد کے ساتھ بیٹھ کر وہاں تصویریں بنوائیں وہاں تقریریں کریں وہاں چائے پیں، ان کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ یہ آپ کا حق بتاتا ہے ان سب کو بلا کر خاص کر کمشنز کوئٹہ اس کے ساتھ جو غیر منتخب افراد۔ اور بہت سارے لوگ جناب اپسیکر صاحب! جن کے ساتھ کوئی عہدہ نہیں ہے ان کی گاڑیوں پر جس طرح آپ کے اپیش اسٹٹٹنٹ آپ نے تو ایک قانون پاس کیا، آٹھ اپیش اسٹٹٹنٹس تو بنائے۔ ہم بحیثیت ایم پی اے ایک گاڑی میں چکر لگاتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک، دو گارڈ ہوتے ہیں۔ چلو اس کو تو آپ نے قانونی طور نوازا۔ ایک فوج ظفر موجود ہمارا سیکرٹریٹ یہی لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ دس گاڑیاں ان کے پیچھے۔ کیوں ان کی ساتھ جو سرکاری گارڈز ہیں اگر ہمیں یو یز کے چار پر سٹل گارڈز آپ نے دیدیئے انکو کیا حق پہنچتا ہے؟ ایک تو وہ دو طرف سے مزہ لے رہے ہیں جناب اپسیکر! اس کا مسئلہ یہ ہے کہ مفت تجوہ لے رہے ہیں مفت کی گاڑی استعمال کر رہے ہیں مفت کا تیل استعمال کر رہے ہیں مفت کا ٹیلیفون استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس کے بعد دس گاڑیاں وہ بھی سرکاری اس کے پیچھے سیکرٹریٹ، ڈی سی، اے سی کو وہی فون کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اب نئی بات جناب اپسیکر صاحب! سامنے آئی ہے۔ کل سے ہم نے سناء ہے کہ اس اسمبلی سے منظوری لیے بغیر لا یئن اسٹٹٹنٹ کا بھی میرے خیال میں با قاعدہ کوئی سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور) جناب اپسیکر صاحب! ایک منٹ، سردار صاحب اس تو بہتر جانتے ہیں۔ اور اسی کو تو اس نے پاس کیتے۔ جناب اپسیکر صاحب! اس کے علاوہ بہت ساری گاڑیاں آپ کو میں گی کہ کوآرڈینیٹر وزیر اعلیٰ بلوچستان۔ اگر یہ عہدہ کوآرڈینیٹر وزیر اعلیٰ بلوچستان قانوناً تو صحیح ہے۔ اگر یہ عہدہ نہیں ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان کا کوئی کوآرڈینیٹر تو پھر کس غیر منتخب بندے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی گاڑی پر جو ایڈ واائز کا بورڈ لگائے، کوآرڈینیٹر کا بورڈ لگائے، لا یئن آفیسر کا بورڈ لگائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: یہ سب غیر قانونی ہیں جناب اسپیکر صاحب! میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر رولنگ دیدیں۔ شاید میرے دوست اس پر بات کرنا چاہیں گے۔ اختر حسین اس پر بات کریں۔ شاید نصر اللہ خان زیریے اس پر بات کریں۔ یہ حکومت ایک طرف تو جوانے کے دوست ہیں ان کو نکال کر پتہ نہیں ان پر کیا الزامات لگا رہی ہے۔ لیکن دوسری طرف غیر منتخب لوگوں کو نواز کروہ کیا پیغام دینا چاہتی ہے؟ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! اگر ہماری طرف جو کوئی پیکنچ کا کام شروع کیا گیا ہے اور حلقوں میں اگر مداخلت جاری رہی اس کی تمام تر ذمہ داری میں نے پہلے بھی فلور پر کہا وزیر اعلیٰ بلوچستان، ہمارے کمشنز کوئی اور اس ڈیپارٹمنٹ کے جو نمائندے ان غیر منتخب افراد کے ساتھ سریاب میں نظر آتے ہیں وہی ہونگے۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میرے خیال سے سوالات کی طرف آتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ والے ساتھی بھی سارے کھڑے ہو گئے۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ۔ أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنِ الْكَبَيْرِ إِنَّمَا يَنْهَا رَبُّكَ عَنِ الْمُنْكَرِ إِنَّمَا يَنْهَا رَبُّكَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ جناب اسپیکر! اس اسمبلی میں آتے ہوئے عجیب سماں محسوس ہوتا ہے۔ وہ لطیفہ ہے کہ ”آب میں بولوں کہ نہ بولوں“۔ آب بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پچھلے ادوار میں میں نے کہا تھا کہ بیباں ہمارا بولنا یوں ہے جیسے بھینس کے آگے ہیں بجانا۔ تو کچھ ساتھیوں نے محسوس کیا کہ یہ الفاظ پتہ نہیں پار لیمانی ہیں، غیر پار لیمانی ہیں۔ پچھلے پندرہ مہینے سے اس اسمبلی کی ڈرودیوار بھی سن سن کرتا تھا گئی ہے کہ اپوزیشن والے کیا کہنا چاہتے ہیں اور بعض ہمارے گورنمنٹ پنځر کے ساتھی بھی ہیں۔ PSDP پر آپ کے سامنے ہمارے ساتھ مشہور شخص نے، ایک عام میرے جیسے بنده ہوتا تو بھی کہ وعدے اور وعدید ہم سے ہوتے رہے۔ اور آپ کے سامنے ہوتے رہے۔ اسپیکر صاحب کے سامنے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن پورا سال، پچھلے سال تو انہوں نے ایک اسکیم بھی کسی کو نہیں دی۔ اب جوانہوں نے کہا کہ اسکیمیں بنا کر دو۔ تین، چار دفعہ یہ پریڈ ہم سے کراتے رہے ہیں۔ محکموں کو کہتے رہے ہیں ”یہ منظور یہ نامنظور“۔ سپریم کورٹ کا آرڈر ہے، ہائی کورٹ کا آرڈر ہے، کچھ بھی کام نہیں ہوا۔ اب جب اخبار ہم دیکھتے ہیں کہ ایک constituency میں 10 ارب کے کام ہوتے ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں ایک criminal charge ہے۔ ایک مجرمانہ حرکت ہے۔ یہ بلوچستان 32 اضلاع کا مجموعہ ہے۔ جیسے Pakistan federation ہے، یہ صوبہ 32 اضلاع پر مشتمل ہے۔ اور 33 ہوں یا 32 ہوں۔ تو آپ بڑھاتے بھی جائیں گے۔ لیکن یہ ہے کہ ان سب کے حقوق برابر ہیں۔ ان سب میں ہمارے بھائی رہتے ہیں۔

سیکرٹری صاحب! آپ مہربانی کریں ان کو بار بار، جو کام کے کام ہوتے ہیں، ادھر آپ چھوڑتے نہیں ہیں۔ گانیدن کریں، ہمیں بولنے دیں۔ آگے اسمبلی میں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ آپ کی اپنی مقی آدمی سمجھی ہوئی ہے آدمی جل رہی ہے، اس کو تو درست کریں۔ اپنے آگے پیچھے دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں بولنے دیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ تو جناب! ہمیں یہ تماشہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ پھرشاہ ظفر کی بادشاہی ہے یا یہ اکبر کے نورتی کی اس قسم کی بادشاہی ہے؟ یہ کیا ہے، یہاں کوئی محکمہ اپنے کنٹرول میں نہیں ہے۔ سیکرٹریوں کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ چیف سیکرٹری یہاں ایک آرہاد سراجار ہے، اس کو بھی کچھ پتہ نہیں ہے۔ reports ہم بھجواتے ہیں CMIT پر، اُس پر کوئی action نہیں ہے۔ CM House میں 6 مہینے کے بعد اگر جائیں پورا دن آپ گزاریں، پہلے تو دو، چار پکوڑے ملتے تھے، وہ بھی اب نہیں ملتے ہیں، خورد میں میں نظر نہیں آتے ہیں۔ تو اس اسمبلی کا مقصد کیا ہے؟ آپ اور ہم اس House میں آئے، اس مقصد کے لیے کہ ہم اپنے حقوق کے لوگوں کی کوئی نمائندگی کر سکیں۔ کسی کے پاس پانی نہیں ہے کسی کے پاس بجلی نہیں ہے۔ اسکو لوں کی حالت ابتر ہے۔ تو اس کو ذرا بہتر کر سکے۔ ہسپتا لوں کی حالت خراب ہے، تو اسکو کوئی بہتر کر سکے۔ سوال ہم کرتے ہیں، جو تیرہ، تیرہ مہینے تک جواب نہیں آتے ہیں۔ ڈاکٹر زہسپتا لوں میں نہیں بیٹھتے ہیں۔ اسکو لوں میں استاد نہیں جاتے ہیں۔ روڑوں کی حالت دن بہ دن ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی اسکیم اپوزیشن کو مل نہیں رہی ہے۔ اگر مل جاتی ہے تو وہ اس سے یہ اپیل ہو کر جی وہ کورٹ میں چلا جاتا ہے۔ اب پورا سال گزر گیا، ٹھوڑی بہت جو اونٹ کے منہ میں زیرہ، وہ بھی ٹینڈر ابھی تک نہیں ہوئے ہیں۔ کام نہیں شروع ہوئے۔ اب بہانہ ہو گا کہ slack season کا۔ season چار مہینے چلے گا۔ پھر آپ اسے surrender کر دیں گے۔ خیر سے جو ہر سال ہوتا رہا ہے۔ تو اس قسم کے حالات میں یہ جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم یہی اے۔ ڈی اے کے لیے تو نہیں آتے ہیں۔ ہمارے پیچھے لوگ ہیں۔ دن میں پتہ نہیں ہر منتخب نمائندہ آدمی کتنی لتنی با تیں اپنے علاقے کے لوگوں کی سنتا ہے۔ تو میں اس ٹریئری نچر سے، محترم جام صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ہم نے تو پورا سال آپ سے بدنامی لے کر ہم friendly opposition ہے۔ کسی معاملے پر بھی اس طرح ہم نے کیا جو اپوزیشن کو کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس بلوچستان کو ہم نے گھر سمجھا۔ ہم نے کہا کہ اسکے سب غریبوں کا کوئی درد دوا کریں گے۔ فیڈریشن سے کچھ لا نہیں سکتے آپ۔ یہاں کچھ دے نہیں سکتے ہیں۔ اب پتہ نہیں ہو کیا رہا ہے۔ اب ہمارے ساتھیوں نے جو آپ کے سامنے رونارویا وہ سب آپ کے سامنے ہیں۔ تو اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ نے کئی رو لنگرو دی ہیں اور ان رو لنگرو پر بھی نہ آپ عمل کر سکے ہیں نہ اسمبلی عمل کر سکی ہے۔ نہ عمل کر سکے ہیں۔ ان رو لنگرو کا یافا نہ

آپ کی کئی رونگز آپ کے سکرٹریٹ میں پڑی ہوئی ہیں۔ ہمارے 15, 15 questions ہینوں سے، 12 ہینوں سے pending میں پڑے ہوئے ہیں ان کا کوئی جواب نہیں آ رہا ہے۔ حالانکہ 15 دن میں ہم ہیں جواب طلبی اس لیے کرتے ہیں کہ بھائی ان کی بہتری they are suppose to. ہو۔ یہ جو حالات خراب ہوئے ہیں بچھلے ادوار میں اس کو ہم کسی طرح راستے پر لا سکیں۔ پورے پاکستان میں ہم بدنام ہیں کہ بلوجستان میں capacity نہیں ہے۔ وہاں کی یوروکریسی میں نہیں ہیوہاں کے سیاستدانوں میں صلاحیت نہیں ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ اس impression کو دوڑ کریں۔ تعلیم کو بہتر کریں، اپنے دفاتر کو بہتر کریں۔ P&D کو بہتر کریں۔ اسکیمات کو بہتر کریں، quality کو بہتر کریں لیکن ہماری cooperation بھی ان کو نہیں چاہیے۔ یعنی ہمیں نہ دوستی کی ضرورت ہے نہ دشمنی کی۔ ہم اس ہاؤس کو مل کر چلانا چاہتے ہیں۔ ہم اس کو گھر کی طرح رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن بدلتی سے کچھ ہونہیں رہا۔ اب وہ بات اسی طرح۔ سردار صاحب! پھر آپ کو موقع ملے گا، جو مرضی کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتراں صاحب! بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے مہربانی کریں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سردار صاحب خود اس بات کے گواہ ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں (وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی): نہیں آغا صاحب ان باتوں کو چھیڑیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میں خود چھیڑوں گا تو اسی لیے کہ آپ وہ جانتے ہیں میرا اور آپ کا دل تو شریک ہیں نا۔ پھر آپ تو بھی وہی کہنا چاہتے ہیں جو میں لیکن آپ ٹریشری پنچھر میں ہیں بول نہیں سکتے، میں بول سکتا ہوں۔

وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی: آپ ڈیلی و تجر پر ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: یہی بات صحیح ہے ہم ڈیلی و تجر پر ہیں۔ یہی آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ یہی ڈیلی و تجر بتاتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی قومی اسمبلی کی طرح ہمارے بھائی بھی اس اسمبلی میں ہم کو provoke کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے 15 مہینے میں اس اسمبلی میں وہ بات آنے نہیں دی جو باقی اسمبلیوں میں ہوئی ہے۔ ہم نے اس کو ایک decent اسمبلی کی طرح چلانے کی کوشش کی، اور کرتے رہے ہیں، جو ہمارے بلوجستان کی روایات ہیں۔ لیکن ہمارے بھائیوں سے گزارش ہے، ابھی ذرا آپ حوصلہ کھیں تھوڑا سا چیز میں صاحب۔ دوسرا گزارش یہ ہے جناب والا! کہ اس صوبے کے اندر یا اس ملک کے اندر آج کا دن خوفناک دن ہے اس اسمبلی میں۔ آج تو چاہیے تھا کہ پورا ہاؤس موجود ہوتا۔ گورنمنٹ کے تمام ممبرز موجود ہوتے۔ جام صاحب موجود ہوتے۔ ہندوستان میں مسلمانوں پر جو ظلم ڈھالیا جا رہا ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی اُس کے خلاف ایک resolution آئی۔ آج اس

ہاؤس میں چاہیے تھا کہ اگر ذمدار یہ حکومت ہوتی تو ایک قرارداد لاتی۔ متفقہ طور پر پاس کرتے کہ جو قاتل مودی ہے۔ جو گجرات کا قاتل ہے۔ جو مسلمانوں کا قاتل ہے۔ جو کشمیریوں کا قاتل ہے۔ جنہوں نے چار مہینے سے کشمیر کو ایک بڑا جیل بنایا کر رکھا ہے۔ جنہوں نے 1947ء کی تمام قراردادوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ آج اُس نے ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے ایک ایسا bill پاس کیا ہے کہ مسلمانوں کو انسانیت سے باہر نکال دیا ہے۔ تمام دنیا کی انسانیت کو ہندوستان میں وہ nationality ملے گی مگر مسلمان کو نہیں ملے گی۔ اور کون مسلمان؟ وہی مسلمان جو KPK والوں نے بھی admit کیا۔ جو انہوں نے بھی admit کیا۔ بگلہ دلیش کے مسلمانوں کو یہ trained کرتے رہے، یہ تربیت دیتے رہے۔ یہ وہاں ہماری فوج سے لڑاتے رہے۔ پھر وہ جا کر ان کے پاس آباد ہوئے آج انہی مسلمانوں کو وہ وہاں سے دھکے دے کر نکالنا چاہتے ہیں۔ روہنگیائی مسلمانوں کی حالت آپ دیکھ لیں۔ 10 لاکھ مسلمان در بدر ہیں نہ بگلہ دلیش جاسکتے ہیں نہ ہندوستان جاسکتے ہیں، نہ وہاں رہنے دیتے ہیں۔ ان حالات میں پوری دنیا میں مسلمان در بدر ہیں اور ہم یہاں خواب خرگوش سوئے ہوئے ہیں۔ اسمبلی کی حالت دیکھ لیں۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن ملا کر 25 کی تعداد ہے۔ ان حالات میں بھی اگر آپ سمجھدے نہیں ہیں۔ قومی مسئلے پر انتیشنل ایشور پر۔ انسانیت کے ایشور پر، اُمّہ کے ایشور پر، تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں آپ کس طرح یہ بہتر کر سکتے ہیں۔ یہ میری گزارش ہے کہ اس اسمبلی کو خدا را کوئی اسمبلی بنائیں۔ ہمارے بعد آنے والے لوگ ہیں۔ کیونکہ آپ کا یہ ریکارڈ ہر کام کا حصہ بنتا ہے۔ اور وہ ہمیں کس بات سے یاد کریں گے کہ ہمیں کسی بات کا کنٹرول نہیں ہے۔ اب پھر دوسرا PSDP آ رہی ہے۔ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ ہم سڑکوں پر آئیں۔ ہم جام صاحب یا چیف منسٹر ہاؤس یا گورنر ہاؤس کے سامنے بیٹھ کر وہاں ہڑتاں کریں۔ یہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں کسی بات پر اعتماد میں نہیں لیتے۔ فیڈریشن کے ساتھ آپ کی کیا relations چل رہی ہیں؟ آپ کے سینڈک اور ریکوڈ کا کیا ہوا؟ آپ کے سی پیک کا کیا ہوا؟ آپ کی گیس کے معاملات کہاں جا رہے ہیں؟ اس صوبے کے حقوق کا کہاں سے آ رہے ہیں، کیا ہورہا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں خالی تسلیاں دی جا رہی ہیں۔ تو ایک ہی ایریا میں دو دو ارب روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ہمارے ضلعوں میں نہ کھلیوں کی مد میں کچھ ملا ہے نہ تعلیم کی مد میں نہ ہیلائیکی مد میں کچھ ملا ہے۔ یہ پیسے آتے جاتے کہاں ہیں؟ تو آپ سے یہ گزارش ہے، اپنے ساتھیوں سے بھی گزارش ہے کہ خدار! اس صوبے کو متدرہ نہیں دیں۔ اس صوبے کے تمام لوگوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ اپنے حقوق کے لیے کمربستہ ہوں۔ فیڈریشن سے اپنے حقوق کے لیے بیکجا کر چلیں۔ ایک دوسرے کی عزت کریں اور یہ جو ہم پر نا اہلی کا اور بے حصی کا جو ہم پر اثر ہے، اس کو دھونے کی کوشش کریں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ وگرنہ آپ ہم کو سامنے لا کر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔ ایک منٹ لانگو صاحب! میں گورنمنٹ ڈگری کالج، بارکھان کے طلباء کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی انخر حسین لانگو صاحب۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! میں کوشش کروں گا کہ انتہائی مختصر بات کروں۔ باقی باتیں ساتھیوں نے کر لیں۔ سب سے پہلے تو میں گورنمنٹ ڈگری کالج، بارکھان کے اساتذہ اور طلباء کو آج اس معززایوان میں آنے پر اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب والا! آج کا جنگ اخبار آپ پڑھ لیں۔ حکومت بلوچستان نے جو ایک ایڈوائزر صاحب رکھے ہیں۔ وہ میرے خیال سے خوش آمدیں کچھ آگے ہیں کل گئے۔ اور حقیقت انکی منہ سے نکل گئی۔ بلکہ وہ اخبار چھپ گیا۔ جناب والا! آج کے جنگ اخبار میں جوانہوں نے تفصیل دی ہے جام صاحب کا کسی ہمارے معزز ممبر کے ساتھ انہوں نے ایک قسم کا پیش کیا ہے۔ اس میں انہوں نے جو تفصیل دی ہے، وہ 10 ارب 27 کروڑ 50 لاکھ روپے وہ جناب! تعریف کر رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب، حکومت بلوچستان، بلوچستان کے غریب عوام، بلوچستان کے 51 حلقوں کا حق مار کر وہ اپنے حلقة میں لے گیا۔ اور جو ترجمان صاحب ہیں وہ انکی تعریف کر رہے ہیں۔ تو اس ڈاکٹرنی پر اگر سی ایم صاحب تعریف کے مستحق ہیں تو ہماری طرف سے بھی انکو مبارکباد۔ کہ ہمارے حلقوں کے خصوصاً اپوزیشن کے حلقوں کے حقوق پر جس طرح ڈاکہ مارا گیا ہے۔ ہمارے حلقوں کے، ہمارے لوگوں کے، ہمارے عوام کے، ہمارے ووٹر کے، ہمارے سپورٹرز کا حق جس طرح مار کر ایک حلقة کو نوازا گیا ہے۔ تو جناب والا! گد گورنمنٹ اور ایماندارانہ حکومت کی ایک مثال ہے اس پر میں کچھ انہیں بولوں گا۔ جناب والا! جہاں تک دوستوں نے کہا کہ حلقوں میں مداخلت کی۔ جناب والا! ہمارے تمام خصوصاً میں کوئی کے نو حلقوں کی بات کروں گا۔ یہاں لوگوں کو وہ BAP کامبیر ہونے پر نوازا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ سیاسی رشوت ہے۔ انکے لیے اسکیمیں PSDP میں مختص کی گئیں۔ جو بازار میں، میں یہ ثابت کروں گا۔ میں ایک ذمہ دار فور پر کھڑے ہو کر جناب اسپیکر! یہ بات کر رہا ہوں۔ وہ اسکیمیں بازار میں ٹھیکیداروں پر یہی ہیں۔ (مداخلت۔ شور) میں repeat کرتا ہوں سردار صاحب! کہ آپ لوگوں نے PSDP پر غیر منتخب لوگوں کیلئے جو پیسے رکھے ہیں، وہ بوجس ہیں۔ وہ سیاسی رشوت ہے۔ اور وہ اسکیمیں بازار میں ٹھیکیداروں پر بیج رہے ہیں۔ یہ تمام اسکیمیں fudge ہو رہی ہیں جناب اسپیکر! میں نے بات کر لی سردار صاحب! پھر آپ اسکی تحقیقات کر لیں۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتر ان صاحب! آپ خاموش ہو جائیں اُنہیں بات کرنے دیں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب والا! یہ زیادہ تر کوئی شہر کی ہیں۔ اور اسکیمیں آپ کی انتظامیہ، ڈی سی، کمشنر صاحبان، یہ

انکو support کر رہے ہیں۔ PSDP آپ نکال لیں اس میں ان مخصوص لوگوں کو جنوواز اگیا ہے ان میں سے کوئی بھی ذمہ دار آدمی اٹھ کر میرے ساتھ آجائے، کوئی میں مجھے انکے ہاتھ کی رکھی ہوئی ایک اینٹ دکھادیں کہ یہ ایک اینٹ اس PSDP نمبر کے پیسوں سے رکھی گئی ہے۔ تمام پیے جناب اپنیکر! کھائے جا رہے ہیں۔ اب جناب والا! ایک دوسری زیادتی ہمارے ساتھ کوئی شہر میں ہو رہی ہے۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب نے ملک نصیر نے میں نے۔ احمد نواز نے۔ ہم نے یہاں کوئی کے واٹر سپلائی کے اوپر ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، کوئی دس دفعہ ہم اس پر بول چکے ہیں کہ 2008ء سے لیکر اب 2019ء ہے، اس دوران پر ایک ڈیپارٹمنٹ نے یہاں جو ڈرلنگ کی ہے۔ اس پر اس اسمبلی میں قرارداد بھی پاس ہو چکی ہے۔ جناب والا! ڈھانی سو سے زیادہ ٹیوب ویز پر ایک ڈیپارٹمنٹ کوئی شہر میں 2008ء سے لیکر 2019ء تک لگا چکے ہیں ان میں سے جناب والا! کوئی دس ٹیوب ویز بھی آپریشنل نہیں ہیں۔ ان ڈھانی سو ٹیوب ویزوں پر اربوں روپے گورنمنٹ آف بلوچستان کے بر باد کیے گئے۔ آج جب PSDP میں کچھ واٹر سپلائی کی اسکیمیں کوئی کے حوالے سے تھیں۔ میں خود سیکرٹری صاحب کے پاس گیا ہوں۔ ہم نے کہا تھا کہ چونکہ کوئی میں واٹر سپلائی واسا کی ذمہ داری ہے۔ آپ یہ پیسے واسا کو ٹرانسفر کر دیں تاکہ واسا ڈرلنگ کرے۔ اور واسا کل انکو چلانے کی responsibility لے۔ تو یہ باقاعدہ میٹنگ ہوئی minutes موجود ہیں۔ میں اس بات کو agree in principle کیا گیا کہ ان ٹیوب ویز کی ڈرلنگ واسا کرے گی اور انکی responsibility لے گی۔ اب کل جناب والا! سیکرٹری پر ایک ای صاحب کی طرف سے ایک دوسرا لیٹر نکلا ہے۔ اور وہ ٹیوب ویز دوبارہ واسا سے لیکر پی ایک ای کو ڈرلنگ کیلئے دیجے گئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ میں جناب اپنیکر! آپ کو بتاؤں کہ جھگڑا یہاں کمیشن کا ہے۔ ہم یہاں گورنمنٹ آف بلوچستان کا، پیک کا۔ ٹیکسٹر کا پیسہ ہم لوگوں کے کمیشن کیلئے یا لوگوں کی جیسیں بھرنے کیلئے تھوڑی رکھتے ہیں۔ تو جناب والا! پی ایک ای والے 2% زیادہ دے رہے ہیں، اس لیئے واسا سے لیکر یہ اسکیمیں دوبارہ پی ایک ای کو دی گئیں۔ کل واسا 2% زیادہ offer کر گی تو پھر ادھر جائیگی۔ دیکھیں جناب والا! 2008ء سے لیکر اب تک اس پی ایک ای اور واسا کے جھگڑے میں ڈھانی سو ٹیوب ویزوں کا پیسہ بر باد ہوا وہ ٹیوب ویز ناکارہ ہو گئے۔ لیکن کوئی کے شہریوں کو ان کا ایک قطرہ پانی کا بھی فائدہ نہیں مل سکا۔ تو جناب والا آپ ڈرلنگ دیں کہ چونکہ ذمہ داری واٹر سپلائی کی واسا کی ہے، یہ پیسے واسا کو ٹرانسفر کیجئے جائیں تاکہ کوئی لوگوں کو تھوڑا اساری لیجیں مل سکے۔ اور اس اسمبلی میں وہ قرارداد بھی موجود ہے۔ یہاں وزیر اعلیٰ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے Floor of the House پر یقین دہانی کرائی۔ منسٹر فناں نے بھی Floor of the House پر یقین دہانی کرائی کہ ان ٹیوب ویزوں کو operational کیا جائے گا۔ وہ

ٹیوب و لیز آج ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے ابھی تک اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ اور ابھی اس PSDP میں جتنی واٹر سپلائی کوئی شہر کیلئے رکھی گئی ہے اُنکے ساتھ بھی وہی گیم کھیلی جا رہی ہے چار پیسے کمیشن بنانے کیلئے۔ جناب والا! 2002ء کی اسمبلی میں ایم پی اے تھا سردار صاحب کو پتہ ہے۔ ایک واٹر سپلائی 22 لاکھ روپے میں complete ہوتا تھا، آپ ریشنل ہو کر لوگوں کو ریلیف دینا شروع کرتا تھا۔ انہی کمیشن کے چکروں میں آج ہم نے اُس کی estimate cost کو اٹھا کر چھیاٹھ لاکھ روپے پر پہنچادیا۔ لیکن اُس کے باوجود ڈھانی سو ٹیوب و لیز لگنے کے بعد بھی کوئی کواؤن سے کوئی ریلیف نہیں مل رہا۔ یہ چھیاٹھ لاکھ روپے ایک واٹر سپلائی پر خرچ ہے۔ زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں۔ زمرک صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیڑان ملک نصیر زمیندار ہیں یہ بیہاں بیٹھے ہیں۔ آج بھی زمیندار اپنا پرانیویٹ بورلگاتے ہیں جس پر بارہ لاکھ روپے سے زیادہ خرچ آتا ہے۔ اُس کی تمام components کو پورا کرنے کے بعد بھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: ہم اُس ایکیم کیلئے جس کی cost وس سے پندرہ لاکھ کے درمیان ہے۔ ہم اُس کیلئے چھیاٹھ لاکھ روپے pay کر رہے ہیں۔ اُس کے باوجود ہم پانی سے محروم ہیں۔ تو جناب والا! مہربانی کر کے پی ایچ ای کو آپ ایک رولنگ دیں۔ پی ایچ ای کو پابند کر دیں کہ کوئی شہر میں واٹر سپلائی و اسکی ذمہ داری ہے۔ تمام کوئی شہر کے واٹر سپلائی کو اس کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نصر اللہ صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیری: میرے فاضل دوست نے کہا کہ میرے ہاتھ میں یہ ہے کہ کوئی Water and Sanitation Authority Act 2004. کامیرے پاس پڑا ہے۔ یہ اس اسمبلی نے بنایا تھا۔ واسا کی کوئی آئیں اُس کا جواختیار ہے واسا کا، a law, function of the as قانون۔ اگر اسپیکر صاحب! آپ F پڑھ لیں اُس میں واضح طور پر لکھا ہے To take over authority. ownership and responsibility for all services relating to water supply, sewerage and sanitation of District Quetta. یہ اس میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے واسا کی اختاری کہ کوئی شہر میں اگر آپ نے ڈرلنگ کرنی چاہے۔ اُس کی اجازت بھی آپ واسا سے لیں گے۔ اُنکے بورڈ آف گورنر سے لیں گے۔ اور اسی طرح اگر آپ کوئی شہر میں کوئی بھی واٹر سپلائی ہے وہ واسا کے بغیر نہیں لگ سکتا۔ تمام اختیارات واسا کے پاس ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ

جناب اسپیکر! کہاں وسا کی جو اتحاری ہے وہ چلیخ کی جا رہی ہے۔ ابھی آپ دیکھیں کہ اس سے پہلے کوئی شہر میں کوئی ایک سوچاں کے قریب پی اتھج ای نے ڈرلنگ کی۔ وہ اُسی طرح اتنے واٹر سپلائی جس میں کروڑوں روپے اُسے میں عوام کے خزانے کا اُس پر لگ گئے آج وہ ناکارہ ہیں۔ پی اتھج ای نے اُسکو بحال نہیں کیا۔ اب دوبارہ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ آج جو اخبار میں ابھی وہ اشتہار پچھا ہے کہ یہ پی اتھج ای کے حوالے کیا گیا ہے۔ کوئی 70 کے قریب واٹر سپلائی اسکیمات ہیں۔ ہمارے کوئی شہر کے جتنے بھی یہاں ایم پی اے، حکومتی ایم پی اے بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن کے۔ وہ دوبارہ وسا سے لیکر کے اب پی اتھج ای والے وہ ٹینڈر کر رہے ہیں۔ تاکہ انکو کمیشن ملے۔ اچھا وہ صرف ڈرلنگ کر کے پھر وہ وسا کو پچھینک دیں گے۔ پھر وسا کیوں لے لیں؟ تو میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ زیادتی ہے کوئی شہر کے عوام کے ساتھ۔ وسا ایک اتحاری ہے۔ آج وسا کا کوئی ایم ڈی نہیں ہے۔ آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! کتنے مہینوں سے وسا بغیر ایم ڈی کے چل رہی ہے۔ کمشنر صاحب ایک بندہ ہیں۔ یہاں ہمارے اتنے سوں سرو سز کے آفیسرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ اچھا اُس کے پاس اس وقت چار چار جزوں ہیں۔ وہ کمشنر کوئی ڈویژن ہے۔ وہ کوئی پرو جیکٹ جو چل رہا ہے کوئی پیچ اُسکا PD ہے۔ وہ وسا کا MD بنایا ہے۔ ابھی سننے میں آیا ہے کہ اُس کو میٹرو پولیٹن کار پوریشن کا ہیڈمنسٹریٹر کا اضافی چارچ بھی دے دیا گیا ہے۔ اب مجھے حیرت ہے کہ اتنے ہمارے سرو سز کے لوگ ہیں۔ اُس میں سے کوئی 19 گریڈ کا آفیسر اس قابل نہیں ہے کہ اُس کو میٹرو کا ہیڈمنسٹریٹر لگا جائے؟ اُس میں کوئی اتنا قابل آفیسر نہیں ہے کہ اُس کو MD وسا کا گایا جائے۔ کوئی چیف انجینئر گریڈ 19 اور 20 ایسا نہیں ہے کہ اسے کوئی پرو جیکٹ کا ڈائریکٹر لگا جائے؟ PD لگا جائے۔ اب ایک بندے سے سارا کام لیا جا رہا ہے۔ اب پتہ نہیں اس بندے کے ہاتھ میں کیا سونے کی چڑیا ہے کہ سب کچھ انکے پاس ہیں؟ اللہ دین کا چاراغ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور کیا جائے۔ آپ رولنگ دے دیں آپ نے کمشنر کو بلایا بھی تھا۔ اُس پر عملدرآمد بھی نہیں ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر thank you۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی شاء بلوچ صاحب! بات کریں۔ اُس کے بعد پھر بلیدی صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ متعلقہ وزیر ویسے بھی یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔ آج بلوچستان کیلئے بلکہ پورے پاکستان کیلئے ایک بڑا ہی کیا کہتے ہیں، surprising سا اور قانون اور آئین کی بالادستی کے حوالے سے ایک اہم دن ہے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان اس وقت پورے پاکستان میں جو 1999ء کے بعد جب آئین کی violation کی گئی۔ جزل مشرف نے آئین کو توڑا۔ اُس کے بعد جب 2008ء تک وہ بر سراقدار رہے، بلوچستان سمیت پاکستان کا کوئی بھی ایسا گھر انہیں جہاں کوئی ماتم نہ ہو جہاں کوئی تکلیف نہ ہو جہاں کوئی پریشانی نہ ہو

یا جہاں لوگوں کو کوئی نہ کوئی کسی قسم کا نقصان ہوا ہو۔ تو سکین غداری کے جرم میں constitution کے آرٹیکل 6 کے تحت آج جو عدالت نے فیصلہ کیا ہے، جزوی مشرف کو سزا دینے کے حوالے سے، وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم پہلو ہے۔ اور یقیناً اس اسمبلی میں میرے خیال کوئی بھی ایسی جماعت اور ایسا شخص نہیں ہو گا جو اس فیصلے کو نہیں سرا ہے۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص کے خلاف نہیں ہیں۔ لیکن اس constitution کے آئین کے آرٹیکل 6 کے تین پیروں ہیں۔ آرٹیکل یا سب آرٹیکل، سب سیکشن جو بھی کہیں۔ اُس میں براہ راست یہ دیا گیا کہ کوئی آئین اور قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ اور یہ ایک اس طرح کا precedent ایک بن جائے۔ امید ہے کہ آئندہ کوئی آئین اور قانون کی قانون ملنگی کی گنجائش اُس میں پیدا نہیں ہو گی یا نہیں کریں گے۔ جناب اسپیکر! میرے دوستوں نے بہت سے تکلیف اور مسائل جو بیان کیئے۔ اصل میں انکو اگر مجموعی طور پر کہا جائے بلوچستان میں حکمرانی کا بحران ہے۔ اس کو کہتے ہے گونس کا crisis۔ جب کسی بھی جگہ پر گونس کا crisis ہو تو کسی صوبے میں گونس کا crisis ہو۔ تو پھر آپ کو سننے میں آئیگا۔ آپ کو یہ پتہ بھی نہیں ہو گا کہ پانی کی ذمہ داری لیویز والے کے پاس ہے۔ لیویز والے کے پاس ہاپٹل کی ذمہ داری ہے۔ ہاپٹل والے کے پاس کورٹ کی ذمہ داری ہے۔ کورٹ والے کے پاس پی ایس ڈی پی کی ذمہ داری ہے۔ کس وجہ سے یہ ساری چیزیں پیدا ہوتی ہیں؟ یہ انارکی جو آپ دیکھ رہے ہیں بدزمگی جو ہمارے معاشرے میں یہ گونس کا crisis ہے۔ اور گونس کا crisis کا سب سے بڑا ایک آپ دیکھ رہے ہوئے کہ روزانہ جب آپ اخبارات اٹھاتے ہیں۔ برف پڑی ہوئی جنوری اور دسمبر میں، لوگ سردی سے ٹرپ رہے ہوتے ہیں۔ وہاں زندہ انسان کو نہ بن کر جل رہا ہے۔ مسلم باغ میں جو تیل کی گاڑی اور بس کے درمیان تصادم ہوا۔ اُس میں تیرہ مسافر جاں بحق ہوئے۔ کسی کے کان پر بُوں تک نہیں رینگی۔ کسی حکمران کے آنکھ میں ایک قطرہ آنسو تک نہیں نظر آیا۔ کسی ایک بھی حکمران نے یا صوبے کے ذمہ دار شخص نے پر لیں بریفنگ، پر لیں کانفرنس یا کم از کم ٹیلی ویژن یا کسی اور میڈیا کے ذریعے سے اظہار افسوس تک کرتے۔ اُنکے خاندان کے پاس جاتے۔ ہیلی کا پڑا اور جہاز جو کار ریلویوں میں اور شادی بیاہ کی تقریبات پر جاتے ہیں۔ کسی کی لاش اٹھانے کیلئے وہاں نہیں پہنچائے گئے جناب والا!۔ (ڈیک بجائے گئے) جو ہماری صوبے کے شہری ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اُنکی حکمرانی پر اور ہمارے ان اداروں پر اعتماد کیسے ہوگا؟ یہ اس صوبے کی سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ ایک سال میں چھیساں افراد، مخصوص نیچے۔ خواتین، نوجوان، بزرگ بسوں میں زندہ جل گئے۔ اور ہمارا ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ کمشنز بھی اس حادثے کی نذر ہوا۔ ہم نے کیا کیا؟ ہم نے بیٹھ کر ایک ایگزیکٹو آرڈر جاری کر دیا کہ جی تیل کے کاروبار پر پابندی۔ لیکن بلوچستان میں صرف لوگ تیل کی گاڑیوں کے، دوسرے حادثات سے نہیں مر رہے ہیں۔ بلوچستان کی بد قسمتی

ہے اگر ہم دیکھتے نہیں ہیں سنتے نہیں ہیں۔ بلوچستان کے اعداد و شمار کوئی بھی اخبار جھپٹتا ہے۔ ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے کہ ہم اخبار پڑھتے نہیں ہیں۔ کوئی بھی اخبار جھپٹتا ہے اگر اس کو آپ اچھی طرح پڑھیں اُس میں بلوچستان کے حوالے سے آپ کو ایک خبر اچھی نہیں ملے گی۔ چاہے یہ مونڈل پیپنٹ انڈس نکلتا ہے internationally UNDP کا جدو، تین دن پہلے Launch ہوا ہے۔ چاہے اسلام آباد کا multidimensional poverty index (MPI) کی روپورٹ نکلتی ہے یا اسٹیٹ بینک کی روپورٹ آتی ہے۔ جس روپورٹ کو بھی آپ پڑھیں۔ میں یہ چھوٹے موٹے ٹیوب ویل، قبرستان کی چار دیواری۔ نالیوں کے بند ہونے کی بات نہیں کرتا۔ ہم بڑے ذمہ دار لوگ ہیں۔ یہ صوبہ مسلسل زوال کی طرف جا رہا ہے۔ اور میں بار بار اس بات کا اظہار کر رہا ہوں کہ ہم لوگوں کے اوپر خداوند تبارک و تعالیٰ نے بہت سی ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ جو زندہ جلتے ہیں۔ جو بھوک سے مرتے ہیں۔ جو بغیر ادویات کے مرتے ہیں۔ جو بغیر تعلیم کے ہمارے معاشرے میں طلبہ زندہ ہیں گھومتے پھرتے ہیں۔ ان سب کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ اور یہ سب گورننس میں آتا ہے۔ کوئی بھی روپورٹ ایسی نہیں ہے جس میں آپ دیکھیں کہ بہتری آتی ہو۔ اب بلوچستان میں ان تمام حالات کے باوجود جب تیل کا کاروبار ہوا بلوچستان کے کوئی آٹھ لاکھ کے قریب ہمارے بلوچستان کے کوئی دس سے بارہ فیصد کے قریب ہماری آبادی کا براہ راست تعلق تیل کے کاروبار سے ہے۔ آپ اس کو غیر قانونی کاروبار کہئے۔ آپ اس کو قانونی کہیں۔ تیل کے کاروبار سے آپ سے آٹھ سے دس لاکھ لوگ براہ راست منسلک ہے۔ کیوں ہیں؟ میں اس پر بتانا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کوئی ایگزکیٹو آڈر جاری کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ بلوچستان جو 33 اضلاع پر مشتمل ہے۔ تین لاکھ سنتا لیس ہزار اسکواڑ کلومیٹر رقبہ ہے اُسکا۔ جہاں چوالیس ہزار کلومیٹر میں سے صرف چھ ہزار کلومیٹر شنگل روڈ تھوڑی سی پختہ ہے۔ باقی سب غیر پختہ ہے۔ کیا بلوچستان کے لوگ جو چھیاسی فیصلہ غربت کا شکار ہیں وہ ایک سو ساٹھ روپے، ایک سو چالیس روپے میں پڑول خرید کر اپنے کسی بیار کو ہستپتال تک لے جاسکتے ہیں؟ اپنے بچے کو موڈر سائیکل پر بٹھا کر اسکوں تک لے جاسکتے ہیں؟ اپنی سبزیاں، اپنی انا جانپنے گاؤں اور دیہات سے اٹھا کر منڈی پہنچا سکتے ہیں؟ اہم نے کبھی بھی ایک ذمہ دار حکمران کی حیثیت سے بیٹھ کر ان غریبوں کے اُس مزاج میں اُن تکلیف اور مشکلوں کو سمجھ کر کہی پالپسی نہیں بنائی ہے۔ کہیں پر مجھے کوئی سے باہر نکل کر مجھے PSO کا، شیل کا۔ کالیکس کا پتہ نہیں چار، چھ اور کمپیویاں ہیں۔ کسی کا بھی مجھے پیٹروں پپ دکھادیں۔ اگر بلوچستان میں یہ تو حکومت کو چاہیے تھا۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد بلوچستان میں آپ آئن کے بنس کو یگولیٹ کرتے۔ آپ وفاقی حکومت کے پاس جاتے کہ ہمارے ہاں غربت ہے۔ ہمارے ہاں بے روزگاری ہے۔ ہمارے ہاں فاصلے بہت زیادہ ہیں۔

ہمارے ہاں شرح انکم یا جو ہمارے لوگوں کی انکم (آمدنی) ہے وہ بہت کم ہے باقی صوبوں کی نسبت۔ ایگر یکچھل Low ضرورت ہے۔ بلوچستان کے وہ دو ہزار کلو میٹر جو ہمارے سرحدی علاقے ہیں ان سے منسلک علاقے ہیں۔ ان لوگوں کو زندہ رہنے کیلئے پاکستان نے انکو بخوبی نہیں دی۔ پاکستان نے انکو گیس نہیں دی۔ پاکستان نے انکو سڑکیں نہیں دیں۔ ہمارے وفاق نے انکو روزگار نہیں دیا۔ ہم نے انکو صنعتیں نہیں دیں۔ ہم نے انکو باوقار روزگار نہیں دیا۔ ہم نے چھیاسی فیصلہ غربت ان پر مسلط کی۔ اور اُس کے بعد ان سیکرٹریٹس میں بیٹھ کر ہم ایکسیکٹو اسٹریکٹر جاری کرتے ہیں۔ تیل کے کاروبار پر پابندی۔ پہلے آپ کو realities کو، facts کو دیکھنا ہوگا کہ بلوچستان کن حالات میں گزر رہا ہے۔ آپ کو جناب والا! اگر یہ حکومت کو پچھلی دفعہ میں نے اس اسمبلی میں تین دفعہ اس موضوع پر بات کی ہے، کیا تھا؟ ایک اچھی سی میٹنگ بلا تے۔ ہم آپ کو بتاتے کہ آپ اس کو regulate کیسے کر سکتے ہیں۔ دنیا میں حکومت اور ریاست کا مقصد یہ ہوتا ہے کوئی چیز غلط ہو رہی ہے تو کہتا یہ غلط ہے درست اس طرح کریں۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ غلط پر پابندی ہے۔ تو آپ بتائیں کہ درست کیا ہے۔ آپ درست کا ایک طریقہ کارروائی کرتے آپ ایک کمیٹی بنادیتے آپ وفاقی حکومت کے ساتھ مذاکرات کرتے۔ آپ گاڑیوں کا جنم، سائز اور وزن برابر کرتے۔ آپ جو تیل چلانے والی گاڑیوں کے ڈرائیوروں کی عمر مختص کرتے۔ ان کیلئے اسپیشل لائسنس بناتے۔ ان پر پیش ٹریک سگنلز وغیرہ لگاتے۔ جہاں جہاں سے تیل آ رہا ہے وہاں اپنے روپنیوڈ یا پارٹمنٹ کے لوگ بھاتے۔ آپ کے لیویزوالے آپ کے دوسرا اداروں کے لوگ بجائے چیک پوسٹوں پر ان غریبوں کی عزت نفس مجروح کرنے کی آپ باعزت طریقے سے بلوچستان کے روپنیوں پیسہ لاسکتے تھے۔ آٹھ سے نواحی یہ کون ہے؟ یہ صرف گاڑی چلانے والا نہیں۔ یا گاڑی میں تیل رکھنے والا نہیں۔ اس سے جناب والا! ہو ٹلیں کھل گئیں اس سے repair کی دکانیں کھل گئیں پنچھر کی دکانیں کھل گئیں۔ ڈرائیور ہیں، کلیز ہیں جس نے گاڑی خریدی ہے investment کی۔ آدھے بلوچستان میں unnaturally۔ یہ تو گورنمنٹ نے نہیں کی۔ لوگ بھوک سے مر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے لیئے روزگار کا ایک ذریعہ بنایا۔ اب حکومت کی ذمہ داری کیا ہے؟ کہ آپ اسکو ایک بہتر طریقے سے آگے بڑھائیں۔ بدقتی یہ ہے کہ بجائے آپ بلوچستان میں ابھی سمجھیدہ چیزوں پر سوچتے۔ کیا کیا جناب والا؟ کہتے ہیں اپوزیشن غلط بیانی سے کام لیتی ہے۔ چند شرپسند اپوزیشن کے رہنماء ہیں۔ پہلے تو لوگ اپوزیشن کو ٹوکتے تھے۔ آج تو سردار صالح محمد بھوتانی جیسے سفید ریش محترم اس کیمنٹ کے رکن کو بھی آج یہاں غیر منتخب اور میں تو کہتا ہوں کہ غیر مہذب اور بے ادب لوگوں نے آج سردار صالح بھوتانی جیسے صاحب کو لوگوں نے نہیں بخشا۔ کہتے ہیں جی شاء اللہ

بلوچ صاحب اور اپوزیشن کے لوگ، وہ کہتے ہیں یہ غلط ہے یہ جناب والا! Provinces forego, uplift plans written rupees two hundred two billion to center. حصہ پڑھوں گا جہاں بلوچستان میں 37 ارب روپے۔ یہ بڑی ہے میں ثبوت کے ساتھ لا یا اس کی ویب سائٹ پر چھپا ہوا ہے، میں انگریزی والانہیں پڑھوں گا شاید کسی کو سمجھ نہیں آئے۔ ترقیاتی فنڈ زکم خرچ ہونے سے اکاؤنٹ سرپلس ہوئے، وزارت خزانہ۔ چار ماہ میں صوبوں نے 202 ارب کم خرچ کئے۔ جس کی وجہ سے معیشت ست روی کا شکار ہوئی۔ وفاقی وزارت خزانہ نے کہا ہے کہ ترقیاتی فنڈ زکم خرچ ہوئے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، وفاقی وزارت خزانہ کا اپنے ویب سائٹ پر ہے۔ سینیل اور صوبے کے اکاؤنٹ سرپلس میں گئے، جیونے اس کے مطابق وزارت خزانہ کا اپنے ویب سائٹ پر جاری بیان میں کہنا ہے کہ رواں مالی سال میں فلاں اور اس میں یہ ہے کہ پاکستان کا معاشی فلاں۔ بلوچستان کے 86 ارب روپے روپے روپے روپے 37 ارب خرچ نہیں کئے گئے۔ جب 37 ارب روپے خرچ نہیں کئے گئے تو جی یہ پیش کی جاتی ہے کہ یہ سرپلس نہیں ہوئے ہیں۔ یہ لپس نہیں ہوئے ہیں میں بھی سمجھتا ہوں لپس نہیں ہوئے۔ اب مسئلہ کیا ہے میں ایک سال مسلسل بات جب کرتا تھا کہ ایک ، feasible ، advance مسئلہ کیا ہے میں ایک سال مسلسل بات جب کرتا تھا کہ ایک PSDP کی۔ یہ دینیوں پی ایس ڈی پی، بلوچستان کو رو بہزاداں لے جاسکتی ہے۔ یہ ایسے ہیں جس طرح ہم ایک ایسے اندھیرے ٹنل میں کھڑے ہیں، سفر تو کر رہے ہیں لیکن ہم اندھیرے کا سفر کر رہے ہیں۔ ہم زوال کی طرف سفر کر رہے ہیں، ہمیں خیالی طور پر لگ رہا ہے کہ ہم ترقی کی جانب چل رہے ہیں۔ بالکل سفر ہے آپ کو لگ رہا ہے کہ آپ کے قدم اٹھ رہے ہیں۔ آپ کو لگ رہا ہے کہ آپ تھک گئے ہیں۔ لگ رہا ہے کہ آپ تھوڑی سی محنت کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سفر سیدھی طرف نہیں الٹی طرف آپ جا رہے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں ”زوal کا سفر“۔ اور یہ پی ایس ڈی پی جب تک بلوچستان میں دینیوں ترقی کا عمل اور سوق رہیگا بے روزگاری ہوگی، لاشیں گریں گی اور جلیں گی۔ (مداخلت) جناب زمرک خان صاحب! دوبارہ آپ کو request کرتا ہوں آپ بیٹھیں۔ یہ اپنے صاحب کا purview ہے آپ بیٹھیں۔ اس پی ایس ڈی پی میں جناب والا! اس پی ایس ڈی پی میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس تقریر ہے۔ میرے دوست ظہور بلیدی صاحب کی۔ یہ پی ایس ڈی پی پڑی ہوئی ہے میں ساری رات بیٹھ کر اس کو پڑھتا ہوں، دیکھتا ہوں، سرا! ایک منٹ please آپ بیٹھیں۔ دیکھیں زمرک صاحب! میں مداخلت برداشت نہیں کروں گا آپ بیٹھیں۔ جناب اپنے صاحب! اس پی ایس ڈی پی میں یہ 86 بلین کی پی ایس ڈی پی تھی۔ میں نے اخبار کے ثبوت آپ کو دیئے کہ 37 ارب روپے ابھی تک خرچ نہیں ہوئے۔ حکومت کا تصور نہیں ہے۔ یہ vision کی بات ہے یہ کوئی بلوچستان کے دشمن نہیں ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان

کی سوچ ادھر تک محدود ہے، ادھر آپ کو یہ سوچ کا barrier وہ جس طرح نہیں ہوتا ہے کہ sound barrier یہاں آپ کو thoughts barrier break کرنا پڑیگا۔ تب آپ بلوچستان میں تبدیلی لاسکتے ہیں۔ یہ میرے پاس وہ تفصیلات ہیں جو تقریر میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ پی ایس ڈی پی میں بھی۔ میں نمبر پڑھوں گا 6 میں گزر گئے پی ایس ڈی پی میں صرف 9 فیصد ایکسوں پر عملدرآمد ہو سکا ہے۔ اس پی ایس ڈی پی میں جناب والا! چالیس ارب روپے کے قریب ان کو کہتے ہیں فلیگ شپ پروجیکٹ یا ایکسیم جو ظہور صاحب نے میرے بھائی نے تقریر میں کہا یہ ان کی تقریر ہے میں بغیر ثبوت کے بات نہیں کرتا۔ ایک ایک ٹیچ پر جا کر ان کو دکھا سکوں گا۔ اس میں سے میں آپ کو بولتا ہوں۔ جناب اسپیکر! اسلئے یہ ضروری ہے یہ سال ختم ہونے والا ہے کوئی ہمیں ملامت کریگا کہ آپ یہ بات دسمبر میں کر دیتے آپ نے اُس وقت یہ بات نہیں کی۔ بجٹ کے تقریباً چھ میینے پورے ہو رہے ہیں۔ 5 ہزار 3 سو لین یعنی ساڑھے پانچ ارب روپے کا ایک فلیگ شپ پروجیکٹ ہے، جس کا نام ہے ”بلوچستان ڈسٹرکٹ ڈولپمنٹ پروگرام“۔ وہ آپ کے حلقے میں، میرے حلقے میں سارے ضلعوں میں ان پیسوں نے جانا تھا تاکہ ہم لوگوں کے چھوٹی مولیٰ فلاں و بہبود کی ایکسوں پر وہ میسے خرچ کرتے۔ اب اس کا فارمولہ کیا بنے گا، کیا بنائیں گے جناب والا! یہ فلیگ شپ پروجیکٹ ہے، ہمارے ضلعوں میں ابھی تک یہ ایک روپیہ اس سے نہیں گیا ہے۔ میں آپ کو گناہاتا ہوں۔ اس کے بعد ایک فلیگ شپ پروجیکٹ تھا، سپورٹ کمپلیکس کا، جو 3 ہزار لین یعنی 3 ارب روپے کا۔ جناب والا! کچھوے کی رفتار سے ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ اور میں آپ کو بالکل یقین اور وثوق کے ساتھ کہوں گا کہ آنے والے جوں تک اس پر کوئی پیشافت نہیں ہو گی۔ اس کے علاوہ جناب والا! سپورٹ اور اسی یوچھ میں ایک ہزار تین سو ٹوٹلی ملارک جس میں فشریز ہے، ایک گیشن ہے، ہیلٹھ ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ کی باری آئیگی سن لیں گے۔ جناب والا! آج 40 ارب روپے کی ایکسوں جو فلیگ شپ پروجیکٹ ہیں، ان پر ابھی تک اس پر زیر و پر اگر لیں ہے۔ چالیس ارب۔ 86 ملین کا PSDP ہے، 37 ارب روپے آپ نے واپس کر دیئے۔ 40 ارب کی ایکسوں پر زیر و پر اگر لیں ہے۔ ٹائم نہیں ہے، یہ تو ان کی خوش قسمتی ہے کہ مجھ جیسا آدمی آپ کو آئینہ دکھار رہا ہے، آپ تو صح اٹھ کر دیکھتے نہیں ہیں۔ میں آپ کی حکومت کو آئینہ دکھار رہوں تاکہ آپ اپنے نوک پلک درست کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مختصر کر دیں پھر نماز کیلئے وقفہ دیتا ہوں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: میں مختصر کرتا ہوں۔ دیکھیں جناب اسپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت اس وقت یہ حکمرانی بحران۔ میں ان سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ خدا کیلئے بلوچستان کے لوگ ہم سے حساب مانگیں گے۔ الہا جناب اسپیکر!

یہ جو تمام چیزیں آپ کے سامنے ہیں۔ میں آپ سے ایک استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس پر رولنگ دے دیں آپ سے ریکوئست کرتا ہوں کہ آپ جو بھی یہ بلوجہستان کے پیسے واپس بھیجیں گے، اس پر جواب طلب کریں۔ پی ایس ڈی پی پر یہ جو slow motion progress selective سا ہے، اخترا لانگو صاحب نے ایک بات کی، میں اس کو آگے لے جاؤں گا۔ اس پی ایس ڈی پی میں 30 ارب کے قریب ایسی اسکیمات ہیں جو غیر منتخب یا حالیہ انتخابات میں ناکام افراد کی رضا مندی سے ڈالے گئے۔ یہ وہ اسکیمات ہیں جو fudge اور فراڈ کے ہیں تاکہ وہ لوگ آنے والے ایکشن کیلئے پیسے جمع کر سکیں۔ جو ہماری پی ایس ڈی پی ہے، اس کی کوئی یا اُس کی ڈولپینٹ کے حوالے سے یا بلوجہستان میں معاشی ترقی کے حوالے سے کوئی economic-growth کردار نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! بہت شکریہ۔ امید ہے کہ آپ اس پر ایکشن لیں گے۔ جی۔ thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: 15 منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد پھر آپ کو بولنے کا موقع دیا جائیگا۔ (اسمبلی کا اجلاس 06:00 بجے 25 منٹ پر زیر صدارت سردار بار بار خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر دوبارہ شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! تشریف رکھیں، جی بلیدی صاحب محترماً جواب دیں جو سوالات کئے ہیں، ہمارے ساتھیوں نے، جن کے تحفظات میں انکو جواب دیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں بارکھان ڈگری کالج کے استوڈنٹس کو اسمبلی کے مطالعاتی دورے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور جو آج آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے بلوجہستان کے نمائندگان کی کارکردگی دیکھی ہیں۔ اُنکی باتیں سنی ہیں اُن کا بحث و مباحثہ سناء ہے تو definitely یہی یہ بڑا مفید ہوگا اور دوسری بات انہوں نے، میں انکو بڑا follow کرتا ہوں۔ بارکھان، رکنی کی جو sub-campus ہے بلوجہستان یونیورسٹی کی اُس کے لیے سو شل میڈیا میں بڑی تحریک چلا رہی ہے۔ اور اُس پر انکا جو نمائندہ ہے سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب انہوں نے تجویز دی ہے کہ گورنمنٹ آف بلوجہستان عنقریب اُس کو منظور کرنے جا رہی ہے۔ تو ان کا بھی مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ جناب اسپیکر! دوسری بات جو ہندوستان کی جو کانگریس ہے اُس نے ایک discrimination law مسلمانوں کے حوالے سے لایا ہے، جو ہندوستان کی سیکولر significance ہے اُسکی جو نظری کرتی ہے۔ بلکہ اس discrimination law کی وجہ سے دنیا کے مسلمانوں میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ ان کو اس طرح discriminate کیا گیا ہے اُس میں حکومت کی طرف سے اس اسمبلی کی طرف سے شدید مذمت کرتا ہوں۔ اور یہ پرائم ملٹری زیندر مودی کی جو فاشٹ ذہن ہے کہ جو مسلمانوں کے حوالے سے جس پر پوری دنیا نے اور مسلم برادری نے جس پر بات کی ہے۔ جس طرح انہوں نے Article 370 اور

Article 35(A) abrogate کیا، اس کے بعد پوری امت مسلمہ کے خلاف انہوں نے جو ایک قانون منظور کی ہے جس پر ان کے اپنے کانگریس کے لیڈران ان کی اپنی بہت سی states ایسے ہیں جنہوں نے اس کو مانے سے انکار کر دیا ہے۔ تو اس کی قبل مدت ہے۔ اسمبلی کے توسط سے میں اس کی مدت کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! جس طرح اپوزیشن کے دوستوں نے پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اس کی implementation کے حوالے سے اور ہمارے اپیشل اسٹیٹس کے حوالے سے کافی باتیں کیں۔ جناب اسپیکر! اپوزیشن کے یہاں اراکین ہیں وہ بڑے زیر ہیں۔ ثناء بلوج صاحب، اختر لانگو صاحب، ملک سعیدر صاحب ہیں باقی سارے ہیں ان کی پارلیمانی تجربہ بھی بہت زیادہ ہے۔ وہ لکھے پڑھے بھی ہیں، جیزوں کو سمجھتے بھی ہیں۔ اور جس طرح ایک معزز رکن نے یہ بات کی گورنمنٹ آف بلوچستان نے اپنی ترقیاتی میں کوئی 37 billion وفاق کو دیئے ہیں۔ جناب اسپیکر! جس اخبار میں یہ بات آئی ہے، خداخواست وہ کوئی حدیث نہیں ہے کہ اس کی ہر بات صحیح ہو۔ اس پر میں نے ایک پریس کانفرنس کی ہے اور properly اس کے اندر rebut کیا ہے کہ حکومت بلوچستان ہمارے جتنے بھی coalition partners ہیں بلوچستان کی تعمیر و ترقی پر نہ کبھی ہم نے compromise کیا ہے اور نہ آگے کریں گے۔ بلکہ ہم نے وفاق سے مزید فنڈز کی demand کی ہے وہ اس طرح کی جس طرح انہوں نے پی ایس ڈی پی میں اچھی خاصی، فیڈرل پی ایس ڈی پی کی بات کر رہا ہوں، فنڈز allocate کئے ہیں وہ حکومت بلوچستان کی کاؤشوں سے ہوئی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ Seventh NFC Award میں جو فنڈ زدیے گئے ہیں جو 7.07 سے 9.09 تک وہ بلوچستان کی تعمیر و ترقی کیلئے ناقابلی ہے۔ اور جو NFC Award ہونے جا رہی ہے اس پر حکومت بلوچستان نے ایک NFC Secretariat کیا ہے تاکہ اگلی NFC meeting کی ہوگی اسے ہم پر properly جا کے بلوچستان کا جو ہم indicators ایسکیں گے۔ اور جو ایک case ہیں ان پر بھی ہمیں کافی خدشات ہیں جس طرح % 82 head ہے اُنکا جو پاپولیشن ہے 5% Backwardness and Poverty پر ہے 10% rejuvenation پر ہے 2.5% inverse density population reduplicate کے حوالے سے زیادہ فنڈز ملیں۔ indicators کے حوالے سے زیادہ فنڈز ملیں۔ اور یہ میں اپوزیشن کو، پورے بلوچستان کو اسمبلی کے administrative cost move کے طرف سے نہ کوئی اس طرح کی ہوئی ہے، نہ تو سط سے باور کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے نہ کوئی اس طرح کی ہوئی ہے، نہ آنے والے وقت میں ہوگی۔ جناب اسپیکر! جہاں تک پی ایس ڈی پی کی implementation کی بات ہے تو

30 اکتوبر کو جب انہوں نے ایک جائزہ لیا اپنی پی ایس ڈی پی کی اور باقی صوبوں کی پی ایس ڈی پی کی، جو باقی صوبے ہیں، اس میں جو 19-2018ء اور 20-2019ء کا جو comparative جائزہ ہم نے لیا کہ کتنا percent release کیا اور کتنا ہماری طرف سے گئی ہے۔ توجہاب اپنیکر! آپ کو میں یہ بتاؤں کہ جو گورنمنٹ آف بلوچستان نے جو ایک قابلی جائزہ لیا ہے اس میں 195% ہم نے باقی صوبوں سے زیادہ releases کئے ہیں پلانگ اینڈ ڈیلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے۔ اس کے برعکس پنجاب حکومت نے 42% کئے ہیں، سندھ حکومت نے 18% کیے ہیں اور KPK حکومت 15% پر جاہی ہے۔ جناب اپنیکر! جس طرح پی ایس ڈی پی کوئی ڈھکی چیز نہیں ہے، وہ soft form میں ہے۔ سارے ممبران کو پہنچائی گئی تھی جب بجٹ کے اسکی copies hard سب کو ملی ہے۔ اس میں آپ دیکھیں ہماری پی ایس ڈی پی کی ہم نے ایک پوسٹ مارٹم کیا تھا اس سے پہلے کیبینٹ کمیٹی بنائی گئی تھی جو تقریباً تین مہینے اُس نے کام کیا، کوئی 2500 ایس اسکیماتیں جن کا نہ سر تھا نہ پیر، کوئی انکا impact نہیں تھا۔ وہ پی ایس ڈی پی سے omit ہو چکی تھیں۔ اس کے علاوہ جوئی پی ایس ڈی پی میں جوئی اسکیماتیں اُس میں 797 نئی، 665 پرانی اسکیماتیں، وہ شامل ہیں۔ اور انکی against جو گورنمنٹ آف بلوچستان نے releases دیے ہیں وہ کوئی 34 ارب روپے ابھی تک P&D نے release کر دیئے ہیں اور 31 ارب کے قریب فننس سے release ہو کر گئے ہیں۔ جناب اپنیکر! نہ صرف اس حد تک بلکہ ہم نے اس کو مزید analyse کئے ہیں اور دیکھا ہے ہر ڈسٹرکٹ، ہر حلقت میں کام ہو رہا ہے۔ جناب اپنیکر! اگر یہاں مجھے اندازہ ہوتا کہ پی ایس ڈی پی کے متعلق یہاں بات کرتے ہیں تو میں فننس کا وہ ریکارڈ لے آتا۔ تقریباً کوئی ایسا ڈسٹرکٹ نہیں ہے بلکہ یہاں کام کام ہو رہا ہو۔ بیشک اپوزیشن کے ڈسٹرکٹ ہوں یا حکومتی ہوں۔ جناب اپنیکر! جس طرح ایک particular district کے حوالے سے انہوں نے بات کی پی ایس ڈی پی سب کے پاس پڑی ہوئی ہے پی ایس ڈی پی soft copy میں بھی دستیاب ہے۔ کوئی ایسا district نہیں ہے جس میں کوئی 10 ارب کا کام ہو۔ بلکہ اس دفعہ ایک mechanism کے تحت جو Honorable High Court guidelines کی تھیں، پہلے concept paper بنایا گیا۔ ڈیپارٹمنٹس سے اس کی مطابق پلانگ کمیشن کی guidelines بناؤں گے۔

منظوری لی گئی تب جا کر پھر وہ پی ایس ڈی پی کا حصہ بنے۔ خدا نخواستہ کوئی اس طرح کی اسکیم نہیں تھی جس کا کوئی اہم ہو۔ اور جہاں تک ہمارے ایک معزز رکن نے بات کی کہ جی کچھ flagship projects تھے جن پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ جناب اپنیکر! پہلی دفعہ اس طرح ہوا ہے کہ جو ایسی اسکیماتیں ہم نے introduce کی ہیں جس

کا جو impact across the board ہے جس میں ڈسٹرکٹ سپورٹ کمپلیکس کمپلیکس ہو ہر ڈسٹرکٹ میں، کوئی تقریباً ڈیڑھ ارب کے قریب ایک سپورٹ کمپلیکس بنایا جا رہا ہے جس میں سارے سپورٹس ایک final center وہاں۔ اس حوالے سے ہمارے خالق ہزارہ صاحب اور سی ایم صاحب کی کافی میٹنگز ہوئی ہیں۔

تقریباً انہوں نے stage implementation hire کرنے ہیں پھر جا کے process میں چلا جائیگا۔ دوسری بات جس طرح وفاق میں ایک NFC Award کے توسط سے فنڈز ہمیں مل رہے ہیں۔ گورنمنٹ آف بلوچستان نے Provincial Finance Commission, notify resources کے باوجود ابادی، ڈسٹرکٹ کی backwardness area ہے۔ بجائے کہ ہماری جو صوبائی concentration کہیں پر زیادہ ہو کہیں پر کم ہو اس پر باقاعدہ ایک فارمولہ بنایا جا رہا ہے کہ اس میں ڈسٹرکٹ کر کے ایک فارمولہ کے تحت پورے بلوچستان میں اس کو بانٹ رہے وہ جو پچھلی کینٹ میٹنگ ہوئی تھی اس پر کافی بحث مباحثہ ہوا۔ اس کیلئے next cabinet meeting ہو گی وہ approve ہونے جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ فنڈز بھی disburse ہو جائیں گے۔ جناب اسپیکر! ایک بات بڑی پر زور طریقے سے یہاں اسمبلی میں گونجتی رہتی ہے ہمارے بہت سے اراکین اسمبلی یہ بات بار بار کرتے ہیں کہ جی ہمارے حقوق میں یہ ہو گیا ہمارے حقوق میں وہ ہو گیا۔ جناب اسپیکر! گورنمنٹ صرف حکومتی حقوق کی نہیں پورے صوبے کی ہے۔ اور جہاں تک، ایم پی اے ایم این اے یا کسی متعلقہ یا غیر متعلقہ شخص کے فنڈز کی بات ہے۔ جناب اسپیکر! 2016ء میں معزز سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا کہ نہ ایم اپی اے کا کوئی فنڈ ہو گا نہ ایم این اے کا اور نہ ہی کسی اور حکومتی عہدیدار کا۔ اسی طرح جب پی ایس ڈی پی پر بلوچستان ہائیکورٹ نے ایک proceeding کی جب اس کی decision یہ آئی تو اس میں clear cut یہ کہا گیا ہے کہ جی کسی نمائندہ کسی حکومتی یا اپوزیشن کی کوئی personal fund نہیں ہے۔ جہاں تک بات فنڈز کی ہے تو کسی نے جا کر اسکیم پر اپنی تختی لگائی ہے کسی نے visit کیا کسی نے جا کر کوئی بات کہی۔ تو کوئی ہمارے پاس اس طرح کا قانون نہیں ہے کہ ہم کسی کو یہ بات کہنے سے منع کریں۔ یہ کسی طرح کا بھی قانون نہیں ہے۔ اور ہماری حکومت کی کوشش یہ ہے کہ ہم جو وہی اسکیم اس کی introduce کریں اس کو ہم منظور کریں جس کا ایک larger impact ہو۔ جس میں ایک واٹر سپلائی ہو تو یہ اس میں کوئی قدغن نہیں ہے کہ واٹر سپلائی حکومتی جماعتی لوگ ہیں ان کے لئے ہو اور اپوزیشن کے جماعتی لوگ ہوں اُنکے لئے نہ ہو۔ اگر سرک کوئی حکومت بناتی ہے تو اس میں کوئی قدغن نہیں ہے کہ جی جو حکومت کے جماعتی لوگ ہیں وہ

سڑک پر travel کریں اور اپوزیشن کے ہیں وہ travel نہ کریں۔ ایکیم جس حلقہ میں ہو وہ سب کیلئے ہے پورے بلوچستان کے عوام کیلئے تو اس میں کوئی مہم نہیں ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر! جہاں تک ایک بات آئی کہ اسپیشل اسٹینٹ کی، دیکھیں اسپیشل اسٹینٹ حکومت نے کوئی اس طرح کا کام نہیں کیا ہے کہ اپنے طور پر کوئی اس طرح کے لوگ لگائیں باقاعدہ اُسکا یہاں سے approve ہوا ہے اس کے بعد جا کر حکومت نے criteria طے کئے تب جا کر ان لوگوں کے appointments as a coordinator، اُنکا ہماری جو گورنمنٹ structure میں نہ تو کوئی انکو benefits ہے نہ انہیں personal privilege ہے بلوچستان کے وسائل میں انکو کچھ دے رہے ہیں وہ اعزازی عہدے ہیں جس میں کسی کو رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ ہی ہماری گورنمنٹ متأثر ہو رہی ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں انہی باتوں سے ختم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ کھیتران صاحب میرے خیال سے کارروائی شروع کرتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) تو اب کارروائی شروع کرتے ہیں کھیتران صاحب! سوالات و جوابات شروع کرتے ہیں۔ آپ سب Question Hour شروع کرتے ہیں۔ جی کھیتران صاحب۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: مہربانی صدیقی صاحب۔ میری پرانی پارٹی ہے میں یہاں باز گیر ہوں واپس آ رہا ہوں اپنی پارٹی میں، 2035ء میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتران صاحب! آپ کے تین منٹ پورے ہو گئے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: جناب! تھوڑی سی گپ شپ بھی ہو جائے ناں بہت serious با تین ہو گئیں۔ سر! یہاں ایک، دو issue پر میں بات کروں گا۔ دیکھیں! ہم ٹریشری نپھر ہیں، ہم ایک گاڑی بلکہ پورا یوان یہاں جتنے بھی ہم منتخب نمائندے بیٹھے ہیں چاہے وہ اپوزیشن کے ہیں یا ٹریشری نپھر کے ان پر عوام نے اعتماد کیا ہے۔ عوامی طاقت سے یہاں پہنچے ہیں۔ ہم کسی کی خیرات سے نہیں آئے یا" ولیتما و المساکین " بن کر ہم یہاں نہیں پہنچے ہیں۔ یہاں جو بھی نمائندگی کر رہا ہے وہ اپنے حلقے سے اس کے عوام نے اُس کے وزرنے اُس پر اعتماد کیا ہے۔۔۔ (ڈیک، بجائے گئے) اُس کے بعد second step آتا ہے کہ ہم ٹریشری نپھر پر ہیں۔ ہم ایک کابینہ کا حصہ ہیں ہمارا ایک قائد ہے چیف منٹری کی صورت میں ہم اُس کی ٹیم کا حصہ ہیں۔ میں بحیثیت سردار عبدالرحمٰن کھیتران، بحیثیت ایک منتخب نمائندہ جو تین دن سے اخباروں میں ایک گورنمنٹ آف بلوچستان کے ترجمان کی جو ایک ہمارے

سفیدریش اور ایک قد آور شخصیت سردار صالح بھوتانی، ان کا، اُس کو کوئی حق نہیں ہے اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ چیف منٹری نہیں ہو گی کہ وہ میڈیا میں انکی پکڑی اچھالیں۔ ایک قد آور شخصیت جو آج تک کوئی الیکشن نہیں ہارے۔ اور یہ بھی میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اسلام بھوتانی کا اپنی جگہ پر ایک سلسلا ہے۔ بحیثیت سردار صالح بھوتانی وہ قد آور شخصیت ہیں۔ اور میں دعوے اور ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اُس کی طرف سے کسی کو کوئی challenge نہیں کیا گیا۔ بار بار اُس کا نام اخبارات میں۔ ہم کسی ترجمان کو، بحیثیت میں MPA کے چاہے اس کا کوئی reaction ہو جائے مجھے اُس کی پرواہ نہیں ہے۔ ہم کسی کو اجازت نہیں دیتے کہ ہمارے colleague کا، ہمارے ایک ساتھی کا، ایک قد آور شخصیت کا اس طریقے سے میڈیا ٹرائل ہو یہی بات جناب۔ دوسری بات شاید کچھ دوستوں کو اچھانہ لگے۔ ایک روایت بن چکی ہے کہ کسی کوکسی پر غداری کا الزام لگانا۔ آج جو یہ فیصلہ آیا ہے جزل پروین مشرف کا۔ ایک شخص جس نے اپنی زندگی اس سرزی میں پر، اس مملکت کے لیے، اس کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے چاہے، وہ کاگل تھا، وہ انڈیا کی treaty تھی، اُس میں جا کر وہ راتوں کو سپاہیوں کے ساتھ سوتا تھا۔ آج اُس پر غداری کا الزام لگا کر سزاۓ موت، موت برحق ہے میں ذاتی حیثیت سے اس کو condemn کرتا ہوں کہ کسی پر ایک محبت وطن پر غداری کا الزام نہیں لگائیں، باقی اُس کو چنانی لگادیں، اُس کو مار دیں، میں اُس کی ذات کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ لیکن اُس ادارے کا جس کا ہر سپاہی ہر آفیسر اپنی بیوی بچے، کل پشاور کا واقعہ ہوا، APS کا وہاں ان لوگوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ آج ہماری حفاظت کر رہے ہیں ہم آرام سے رہ رہے ہیں وہ ہماری سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اس پر غداری کا الزام۔ نہ اُس کو سنائیا one sided فیصلہ کیا گیا۔ یہ سراسر اُس ادارے کے ساتھ، اُس ادارے کے ایک فرد کے ساتھ جو ساری زندگی قربانی دے کر اس مملکت کے لیے آیا، میں اُس کو condemn کرتا ہوں۔۔۔ (مداخلت) جی ہاں غلط فیصلہ ہے، اُس کو سنائیں گیا۔ چاہے مجھے اس میں contempt of Court میں لے جائیں میں تیار ہوں اس کے لیے۔ دیکھیں میں تو یہ کر رہا ہوں سر عالم کہ غلط فیصلہ ہے۔ میں ایک ذمہ دار حیثیت سے کہہ رہا ہوں کہ اُس نے غلط فیصلہ دیا ہے۔ اُس کو سنائیں گیا، اُس کے وکیلوں کو نہیں سنایا وہ ایک بیماری کی حالت میں پڑا ہوا ہے اور یہ فیصلہ آج سے ایک مہینہ پہلے announce کیا گیا۔ اُس وقت تک کورٹ نے کوئی فیصلہ نہیں دیا تھا۔ اُس سے پہلے announce ہو گیا کہ جی یہ فیصلہ آرہا ہے۔ اس چیز کو میں condemn کرتا ہوں۔ یہ ہماری سرحدوں کے محافظوں کا مورال ڈاؤن کرنا۔ آپ سنیں نصر اللہ صاحب! میں نے مداخلت نہیں کی۔ میری ذاتی رائے ہے آپ اس کو جس صورت میں لے جائیں۔ تیسرا بات جو میری ان ساتھیوں نے کی۔ میں آخر میں اُس بات پر آتا ہوں کہ دیکھیں جیسے ثناء بلوج نے کہا کہ ہر ایک کا اپنا اپنا ایک

limit ہے۔ ایک ڈاکٹر ہے وہ انجینئر کا کام نہیں کرسکتا نہ ایک انجینئر ڈاکٹر کا کام کرسکتا ہے۔ ایک بیورو کریٹ سیاستدان کا کام نہیں کرسکتا اور نہ ایک سیاستدان ایک بیورو کریٹ کا کام کرسکتا ہے۔ کمشنر کوئی، میں انکی بھر پورتا سید کرتا ہوں کہ غلط ہے۔ میری چیف سیکریٹری سے بات ہوئی اُس نے کہا کہ جی ہم نگرانی کرسکتے ہیں میں اُس کے office میں بیٹھا ہوا تھا۔ شاید میں صاحب بھی اُس دن آئے تھے۔ مگر انی میں نے کہا کہ آپ ہماری نگرانی نہیں کریں آپ تو ہمیشہ ہماری نگرانی کرتے ہیں لیکن آپ کا کمشنر پی ڈی نہیں بن سکتا۔ کہتا ہے پی ڈی نہیں ہے میں نے کہا کہ ہے۔ یہ اُس کی رسم و رواج اور یہ کرپشن کا ذریعہ ڈاکٹر مالک کی گورنمنٹ میں بنائی گئی۔ اُن قوم پرستوں کی گورنمنٹ میں بنایا گیا اور اُس کو یہی چیز لے ڈوبی ہے۔ یہ چیز غلط ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو چیز، جس کا کام اُسی کو ساجھے۔ کمشنر ایم ڈی واسا بھی بتتا ہے، کمشنر صاحب پی ڈی بھی بتتا ہے۔ کمشنر صاحب نے law and order بھی کرنا ہے۔ کمشنر صاحب نے ٹریک بھی کنٹرول کرنی ہے۔ پھر ہم لوگ کس لیے بیٹھے ہیں۔ آئیں اس کری پیٹھیں پھر لوگوں کو جواب بھی دے دیں جی۔ یہ چیز یہ negative ہیں، غلط جاتیں ہیں۔ یہی آج جب وہ رونارو ہے ہیں غیر منتخب لوگوں کا۔ یہ رونا ہم اُس وقت جہاں ملک سکندر صاحب بیٹھا ہے جو فضل آغا کی سیٹ ہے میں وہاں، اور اُس وقت مولانا واسع صاحب وہاں بیٹھتے تھے۔ ہم کہتے تھے باقی تو کوئی نہیں بجا ایک نصر اللہ صاحب واپس آگئے دونوں پارٹیوں سے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: حبیب نالے کے اُس طرف والوں کو ملا ہے۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: اُن کی سر آنکھوں پر۔ وہ تو ہماری جان ہیں وہ تو ہماری لیے قربانی دیتے ہیں ہماری جان بھی اُن کے لیے حاضر ہے۔ آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ جناب! ہم نے بھی دیکھا ہے کہ save houses کے نیچے کون کون تلوے چاٹتے تھے وہ بھی ہم نے دیکھا ہے۔ وہ چھوڑ دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ایسا آپ لوگ کرتے تھے۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: ہاں ہم جاتے ہیں، ہم فخر سے جاتے ہیں وہ ہم سے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتراں صاحب! to the point! آجائیں بس۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ابھی یہ question hour ہے۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: ابھی یہ question hour یاد آگئے جب آپ کو چوتھے گی۔

جناب اسپیکر صاحب! (مداخلت۔ شور) ایسا نہیں ہے شور کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہم یہ رونارو تے تھے یہ زمرک خان گواہ ہے۔ یہ میرے ساتھی گواہ ہیں کہ غیر منتخب۔ میرے حلقے میں 85 کروڑ روپے اُس

شخص کے ذریعے خرچ ہوئے جس نے 11 سو ووٹ اٹھائے تھے کونسے حلقة میں مداخلت نہیں کی؟۔ اب آپ کیوں روتے ہیں۔ دیکھیں ہم عوامی کام کر رہے ہیں۔ یہاں آجائیں بسم اللہ۔ یہ روایات بنائیں کہ جی جو منتخب نمائندے ہیں وہی ہونگے یہ جو ادھر ادھر سے آتے ہیں، نہیں ہوں۔ ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ لیکن انہوں نے جو بولیا آج وہی کاٹ رہے ہیں۔ آپ حوصلہ رکھیں انشاء اللہ آپ کے حلقوں میں کام ہوگا۔ آپ کو مضبوط کریں گے آپ واپس آئیں۔ ہمارے مولانا صاحبان ہیں۔ ابھی آرہے ہیں انشاء اللہ اس طرف شکریہ اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ جی عبدالخالق ہزارہ صاحب! مختصر کر کے بات کریں تاکہ دوسرے دوستوں کو بھی موقع ملے۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت): **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔**
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے میں کو بلوبار کھان سے آئے ہوئے جتنے بھی طلباء ہیں اساتذہ کرام یہیں اُن کو خوش آمدید کہوں گا۔ معذرت کے ساتھ کہ اسمبلی کی صورتحال کو دیکھ کر وہ بھی حیران ہو گئے کہ یہاں اس ہاؤس کے اندر اپوزیشن کو صرف حق ہے یہ تو بولتے رہتے ہیں اچھی بات ہے آپ بولیں بیشک۔ لیکن کم سے کم اتنی courage کھیں کہ ہمیں بھی سین۔ ہم نے سناتھا آپ کی باتیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤس بات کرنے دیں اُن کو۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: ثناء بھائی نے بھی بہت زبردست بات کی ہے۔ ان کی، بہت ساری باتوں پر آپ ساتھیوں کی غور طلب یقینی طور پر ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ بھائی ہم اس پر غور نہیں کر سکتے۔ اس پر گفت و شنید نہیں ہو سکتا۔ لیکن کچھ چیزوں پر admit تو کرنا چاہیے۔ چھ مہینے ہوئے ہیں انہوں نے کہا۔ پرو جیکٹ پورے 35 ڈسٹرکٹس کے ہیں۔ اس پرو جیکٹ میں 33 اسپورٹس کمپلیکس بن رہے ہیں۔ بلکہ 36، 35، 36 بن رہے ہیں۔ اس میں ہر ایک میں 2 16 کیٹر زمین ہمیں درکار ہے۔ محکمے نے لکھا ہے ہر ڈی سی کو لکھا ہے کہ کہاں پر زمین ہو گی، available process جاری ہے یہ ایک سال کا یا چھ مہینے کا پرو جیکٹ تو نہیں ہے۔ اسی لیے تو میں نے کہا آپ relax ہو جائیں خدا انخواستہ اس طرح نہیں ہے کہ کم سے کم میں یہ موقع کر رہا تھا کہ آج یہ لوگ یہ کہیں گے کہ کوئی discrimination نہیں ہے۔ کہاں ہے discrimination میں رکھا ہوا ہے۔ سریاب روڈ میں چل رہا ہے سریاب روڈ میں ایک سپورٹس کمپلیکس بن رہا ہے وہ کس کا حلقة ہے؟۔ اسپنی روڈ پر آج اربوں روپے کا کام ہو رہا ہے اُس میں land of purchasing ہو رہا ہے کہاں discrimination؟ اس لیے اپوزیشن کا مطلب یا conduct of business کا مطلب اُس کو کم سے

کم ہم ملحوظ خاطر تر رکھیں۔ اس ہاؤس میں آئے ہوئے ساتھیوں کو ابھی یاد آیا ہے کہ question hour ہے فلاں ہے دوسرا ہے تیسرا ہے۔ بھائی آپ نے جتنا بولا آپ خود اس قانون کی پاسداری کر رہے ہیں؟ روائز آف پرو یونیورسٹی آپ پاسداری کر رہے ہیں؟ اس لیے ہم آپ کو یہ اطمینان دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے دور میں۔ ابھی 62 میونسپل کمیٹیز میں footstal رکھا ہوا کہاں ہیں، سارے ڈسٹرکٹس میں ہیں اُن کو میونسپل کمیٹیز میں رکھا ہوا ہے۔ کاش آپ یہ بتاتے کہ اس ضمن میں، اس مد میں ہمارے ساتھنا انصافی نہیں ہوئی ہے۔ اس مد میں ہمارے ساتھ discrimination اور distinction ہیں ہوئی ہے۔ تو کم سے کم کچھ admit تو کیا جائے۔ پہلے اس طرح کا پروجیکٹ کہاں آیا تھا؟ یعنی میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ اس پی ایس ڈی پی کا میرے خیال میں بلوچستان کی تاریخ میں اور پورے صوبوں کی تاریخ میں اتنا بڑا massive project کبھی بھی نہیں آیا ہے۔ تو اس کے لیے یقینی طور پر کام کی ضرورت ہے ایک process کی ضرورت ہے، ہم چاہتے ہیں۔ اس لیے آپ لوگوں نے سوال اٹھایا تھا تو میں نے کہا کہ میں آپ کو clear کر دوں کہ ہماری کوشش یہ ہے کہ اس کو پایہ تتمکیل تک پہنچایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ عبدالائق ہزارہ صاحب! میری اجازت سے ابھی سوال جواب شروع کی جا ہے اُس کے بعد پھر آپ کو موقع دیتا ہوں بات کرنے کا۔

جناب اصغر خان اچھری: دومنٹ آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلے دومنٹ میں کر لیں۔

جناب اصغر خان اچھری: میں دریے سے پہنچا تاپتہ نہیں مجھ سے پہلے اس پر ایوان کے کسی دوست نے بات کی ہو گئی یا نہیں۔ کل کا جو دن گزر ہے 16 دسمبر اس کے حوالے سے دو ایسے واقعات جو یہاں ہم سے ان سے گزرے ہیں ایک 16 دسمبر 1971ء کو سقوط ڈھاکہ کے اور ایک APS سانچے جو پشاور میں ہوا تھا۔ یقیناً سب سے پہلے میں شہدائے APS کے تمام بچوں کو دل کی آتا گھر ایسوں سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور یہ دونوں واقعات جناب اسپیکر! بحیثیت قوم ہمارے لیے سبق کا مقام رکھتے ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ دی کا واقعہ ہے اور یہاں اکثر ویشنز کہا جاتا ہے کہ ہمارے بچوں نے قربانی دی، ہمارے وکلاء نے قربانی دی۔ بلکہ یہ قربانی نہیں ہے جناب اسپیکر! ہماری پالیسیوں کے نذر ہو گئے جو پچھلے تین، چالیس سال پہلے کی تھی۔ جو اس وقت تک بھی چل رہی ہے۔ تو یقیناً دو باقوں کی اگر ہم خیال نہیں رکھیں کے مستقبل میں، ہمیں اس طرح کے سانحات سے مزید دو چار کر سکتے ہیں، یہ حالات اور واقعات۔ یعنی ایک سانچے APC جس کے بچے تھے، جس کے پاس نہ کلاشکوف تھا، ناؤں کے کچھ عزم تھے، جس

وحشت سے اور جس درندگی سے اُن کا خون بہایا گیا، اُس کے بعد پھر نیشنل ایکشن پلان کے نام سے اس ملک کے تمام stakeholders بیٹھ کر سب نے سر جوڑ کے ایک نیشنل ایکشن پلان ترتیب دیا جس میں ہماری سیکورٹی اداروں سے لے کر اس ملک کے تمام پارلیمنٹی جو پارٹیاں تھیں۔ نمائندہ قوتیں اُن سب نے بیٹھ کر ایک نیشنل ایکشن پلان تشکیل دیا۔ آج اس ایوان کے توسط سے ہماری ریکووئست ہو گی، مطالبہ ہے کہ کم از کم خدار اُس نیشنل پالیسی کو، اس کی بنیادیں ہی ختم کر کے ہمیں اس ملک کے عوام کو اس طرح کے سانحات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوسرے جو سقوط ڈھاکہ کا واقعہ ہوا جناب اپیکر! یہ بات بھی ہم سب کو پتہ ہے۔ یعنی اُن لوگوں کا قصور یہ ہے تھا کہ وہ آزادی چاہتے تھے۔ اُس کے عوامی رائے سے انکار کیا گیا۔ اُس کی مینڈیٹ کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ تو خدا نخواستہ اگر اس ملک میں ہم جمہور کی رائے کا احترام نہیں کریں گے۔ جس طرح ہم سانح APS سے دوچار ہوئے، ہم سانح 8 اگست سے دوچار ہوئے یا اس طرح کے سینکڑوں واقعات سے ہم دوچار ہوئے۔ تو خدا نخواستہ مستقبل میں بھی اگر ہم جمہور کی رائے سے انکار کریں گے، ہم کسی کے مینڈیٹ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ ہم کسی پر بزوہ بردستی اپنی رائے مسلط کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ نہ کرے کل ایسے دوسرے سانحہ سے دوچار نہ ہو جائیں۔ تو آج اس ایوان کی توسط سے کل کے دن کو ہمیں بطور سابق اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ ان دونوں واقعات جو ایک ہی صورت میں یہ ملک دونوں ہو اور دوسرے کی صورت میں ہمارا خون تاحال بہرہ ہا ہے اور تاحال اس کی گنجائش ہے اگر ہم نے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی نہیں کی۔ thank you بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جی شکریہ۔ وفقہ سوالات جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 19 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! سوال نمبر 19۔

جناب ڈپٹی اپیکر: میرے خیال سے مکملہ داخلہ سے متعلق جتنے بھی سوالات ہیں انکو ڈیلفر کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! میں اس سے ذرا ہٹ کر اگر کچھ کہوں۔ ابھی آج تو یہ پورے سوالات ڈیلفر ہو گئے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: نہیں، یہ صرف مکملہ داخلہ کے سوالات ڈیلفر ہو گئے۔ وزیر کھیل چونکہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے! آپ اپنا سوال نمبر 16 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر۔ 16

جناب عبدالحاق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

16☆ جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی 7 اکتوبر 2019 کو موخر شدہ

کیا وزیر کھیل ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ کھیل کے زیر کنٹرول مختلف اضلاع میں کس نوعیت کے کون کو نئے اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے؟ نیزان اداروں میں تعینات کردہ آفیسر ان و دیگر ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید اور لوکل ڈو میسائل کی ضلع و تفصیل بھی دی جائے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: جواب صحیم ہے لہذا اسمبلی لا بحریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی you thank you جناب اپنیکر! چونکہ میں نے سوال پوچھا تھا۔ کہ اگر جناب منشی صاحب ملاحظہ فرمائیں محکمہ کھیل کے زیر کنٹرول میں مختلف اضلاع میں کس نوعیت کے کون کو نئے اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ نیزان اداروں میں تعینات آفیسر ان اور دیگر ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید اور لوکل ڈو میسائل کی ضلع و تفصیل دی جائے۔ اب انہوں نے جو تفصیل دی ہے ابھی کچھ اضلاع میں جہاں فٹ بال یا اور کھیل زیادہ کھیلے جاتے ہیں۔ قاعدہ عبداللہ پیشین، مستونگ، قلات، یا کوئی نہ ہے، ان میں آپ کی آفیسر ان کی تعداد بالکل محدود ہے۔ کچھ ایسے ڈسٹرکٹس ہیں جہاں نہ کھیل ہوتا ہے نہ کچھ اور ہوتا ہے۔ وہاں ابھی کوئی آپ دیکھ لیں کوئی میں محض آپ کے ساتھ آفیسر ان ہے۔ اتنا بڑا ڈسٹرکٹ وہ ساتھ آفیسر ان سے سنجا لاجاتا ہے۔ اسی طرح باقی ابھی پیشین میں فٹ بال بہت زیادہ ہے۔ وہاں players ہیں قلعہ عبداللہ میں اتنے players ہیں لیکن یہاں اسی کی کیا وجہ ہے آپ نے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا ہے؟

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: دیکھیں! آپکے آفیسر ان کے جتنے بھی مطلب وہاں کام کرنے والے ہیں آپ نے اس حوالے سے پوچھا تھا میں نے List مہیا کی ہے۔ وجہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کوئی میں کیوں کم ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں یہ تو بتاسکتے ہیں کہ ان officres کی جو district میں ہیں جو آپ کے آفیسر ان ہیں ان کی کارکردگی کیا ہے۔ انہوں نے اسپورٹس کے حوالے سے کیا کام کیئے ہیں؟ کوئی ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا ہے؟ کوئی ایسے مقابلے کیئے ہیں ہمیں تو کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: دیکھیں! اسپورٹس کے حوالے سے اسپورٹس کا یہڑہ غرق تھا۔ آپ کے دور میں یا اس سے پہلے۔ اس وقت میں آپ کو بتا دوں کوئی نہ کے حوالے سے کبھی اس طرح کا event نہیں ہوا تھا کہ women universities 9 سے 11 کی طالبات یہاں ایوب اسٹیڈم میں تقریباً 2 ہزار کے لگ بھگ بچیاں جو ہیں مطلب indoor games کا انعقاد ہوا اُن کے درمیان مقابلے ہوئے۔ اُس show کے حوالے سے یہ کہ

اس show کا تقریباً 5 سو کے قریب players, male, female میں آری اور واپڈا کے تھے، 5 صوبوں کا یہاں چار، پانچ مہینے پہلے جو event ہم نے کرایا۔ اور یہ image زدیا اور یہ باور کرایا اور یہ hars کے خلاف تھا۔ ہم نے اس کو ختم کیا کہ بلوچستان میں کوئی آنہیں سکتا۔ کوئی شہر پر امن تھا سب کے لیے آ کر اپنا کھیل کھیلا۔ تین دن کا event ہوا اس اور ابھی حال ہی میں جو میں گیا ہوا تھا خیر پختونخوا پشاور میں، وہاں میں نے ایک باہر سے، پاکستان امپکس ایسوی ایشن سے میں نے باقاعدہ کہا کہ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ نیشنل گیمز منعقد کرنے ہم جاری ہیں۔ 2004ء میں جو چھلی بار ہوا تھا اور اس مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت جو ہے نیشنل گیمز کا انعقاد ممکن بنا رہا ہے اور بڑے تیزی کے ساتھ کام شروع ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! میں منشہ صاحب کی اس بات کی appreciate کرتا ہوں حالیہ جو خیر پختونخوا میں ہوا تھا امپکس جس میں ہمارے بہت سارے players گئے تھے۔ نیشنل گیمز ہوئے تھے اس میں میں آپ کو appreciate کرتا ہوں۔ بہر حال سننے میں یہ آ رہا تھا کہ نیشنل گیمز جو پشاور میں ہوئے یہ کوئی میں ہونے تھے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی اسی سے متعلق ضمنی سوال ہے جی یونس زہری صاحب؟
میر یونس عزیز زہری: جو سوال department نے provide کیئے ہیں منشہ صاحب نے دیے۔ اس میں میرا جو خدار کا اپنا حلقة ہے اس کا جو List دیکھا اس میں انہوں نے جو بندے رکھے ہیں۔ وہ ابھی چوکیدار کے پانچ جن کا تعلق مستونگ، بولان اور دوسرے ضلعوں سے جو گریڈ 1 میں ہیں۔ یہ مجھے بتایا جائے کہ یہ کس قانون کے تحت ان کو رکھا گیا ہے کہ گریڈ 1 کے بندے کو چوکیدار وہ مستونگ سے لیا گیا ہے، بولان سے لیا گیا ہے، اسی طرح انہوں نے دوسرے ضلعوں سے، قلات سے اور دوسرے ڈسٹرکٹس سے لیا گیا ہے۔ یہ کون سے قانون کے تحت ان کو رکھا گیا ہے اور کس طرح رکھا گیا؟ آیا اگر ان کو رکھا گیا ہے تو منشہ صاحب مجھے بتائیں گے ان کے بارے میں اور آگے ان کا لائچہ عمل ان کا کیا ہوگا۔ اس بارے میں وہ inquiry کریں گے نہیں کریں گے کیا خدار کے بندوں کو ان کے حق دیے جائیں گے یا نہیں؟

مشیرہ ائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: جی میں اس کو consider کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہ میرے دور میں نہیں ہوئے بلکہ چھلے دور میں ہوئے۔ اس کے باوجود میں ان کی investigation کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جناب نصراللہ خان زیرے آپ اپنا سوال نمبر 17 دریافت فرمائیں؟

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر۔ 17

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ سوال نمبر 17 کا جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو آج مورخہ 17 دسمبر 2019ء بوقت صبح 10:00 بجے موصول ہوا۔ جو محرك کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اگر محرك اس سے مطمئن نہیں ہے۔ تو اگلے اجلاس میں اسکو دوبارہ شامل کیا جائے گا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! میرے سامنے تو رکھ دیا گیا تھا، جی ٹھیک ہے۔ you thank

☆ 17 جناب نصراللہ خان زیریے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر یکھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ کھیل میں کیم / جولائی 2013 تا تا حال تکمیل شدہ زیر تجویز مختلف پرو یکھیل / اسکیمات کی کل تعداد کس قدر ہیں۔ نیز پرو جیکٹ کے لئے مختص کردہ تخمینہ لاگت اور اب تک خرچ کردہ رقم کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر یکھیل:

محکمہ کھیل بلوچستان میں کیم جولائی 2013ء تا تا حال تکمیل شدہ، زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف پرو یکھیل / اسکیمات کی کل تعداد۔ نیز پرو جیکٹ کے لئے مختص کردہ تخمینہ لاگت اور اب تک خرچ کردہ رقم کی ضلع وار تفصیل تخمینہ ہے لہذا اسمبلی لا بھری یہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی جناب نصراللہ خان زیریے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: thank you جناب اسپیکر! اس میں میرا supplementary question ہے۔ ابھی جناب فناں منسٹر فرمائے تھے کہ ہم نے اتنا اتنا پیسہ رکھا ہے اور release کیا ہے اسپورٹس میں۔ یہاں اسٹیڈم ہو گئے مختلف، وزیر یکھیل و ثقافت بھی یہی فرمائے تھے۔ لیکن جناب اسپیکر! اگر آپ اس question کو دیکھیں لیں construction of stadium کی۔ ongoing ہزارہ ٹاؤن اس upgradation of 46% کام ہوا ہے۔ باقی ظاہری بات ہے کہ یہاں 54% کام رہتا ہے۔ یہاں Taj Lala Football Stadium Pishin. upgradation of district Jamal Abdul Nasir Shaheed Stadium چجن کا ہوا ہے۔ اور 53% construction of the multi purpose sports hall at Mastung. اس کا 34% کام ہوا ہے۔ جب آپ کا باقی تقریباً کوئی 10 کے قریب development کی یہ سورج تھاں ہے۔ کہ multi purpose hall stadiums ہے وہاں آپ کی ہے تو ان اسکیمات کے آپ پسیے جاری کریں۔ ان کو مکمل کریں اور وہاں 24%， 36%， یا 46% کام ہوا ہے۔ پہلے تو ان اسکیمات کے آپ پسیے جاری کریں۔

ابھی منسٹر صاحب نے خود کہا کہ ہمیں زمین بھی نہیں دے رہی ہے وہاں جس طرح انہیں 160 اکیٹر زمین چاہیے ایک stadium کے لیے تو یہ اسکیمات آپ مکمل تو کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ مٹھا خان صاحب آپ اور دیش کیا دیکھ رہے ہیں؟

وزیر حکیمہ کھیل و ثقافت: یہ ongoing آئی ہوئی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ کام بھی اس طارث ہوا ہے بڑی تیزی کے ساتھ، انشاء اللہ کام کریں گے۔ یہ 2002ء ابھی میں کہوں کہ ہزارہ ٹاؤن میں یہ 2002ء میں اُس وقت ہماری جمیعت کی طرف سے اسپورٹس کمپلیکس بنارہ تھا مولانا واسع کے دور سے تو اُس زمانے سے یہ ongoing چل رہا ہے تو یہ بدجھتی ہے کہ اُس زمانے 2004ء سے ایک چیز جاری ہے اور آج اُن کا ملبہ ہمارے اوپر آیا ہوا ہے لیکن میں آپ کو یقین دہانی کراؤں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ongoing میں آیا ہوا ہے ہم نے اُس کا process کر لیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان ذریعہ: میری بھی استدعا ہے کہ ابھی بہت سارے stadiums ہیں۔ آپ

ان کو پہلے پیسہ دیدیں باقی نئے کام کریں۔ جب ان کو پیسہ نہیں مل رہا ہے نئے پر کہاں سے کام ہوگا؟

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: دیا ہوا ہے ongoing میں آیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی جناب شناء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 51 دریافت فرمائیں؟

جناب شناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! سوال نمبر 51۔

51☆ جناب شناء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی: 7 اکتوبر 2019 کو مورخ شدہ

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے اسپورٹس تنظیموں کو بلوچستان اسپورٹس بورڈ کی جانب سے سالانہ گرانٹ دی جاتی تھی جو کافی عرصہ سے بند کر دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تنظیموں کو مستقبل میں گرانٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے نیز ماضی میں ان اسپورٹس تنظیموں کو ادا کردہ گرانٹ کی سال ضلعوار تفصیل بھی دی جائے

وزیر حکیمہ کھیل:

(الف) جی ہاں یہ بالکل درست ہے کہ صوبہ کے اسپورٹس تنظیموں کو بلوچستان اسپورٹس بورڈ کی جانب سے سالانہ گرانٹ دی جاتی ہے۔ جس سے وہ سال بھرا پنے ایونٹ کا انعقاد کرتے ہیں۔ مذکورہ گرانٹ کبھی بند نہیں کی گئی۔

(ب) جی ہاں حکومت اور محکمہ کھیل صوبہ میں کھیلوں کے فروغ کے لئے تمام رجسٹرڈ صوبائی ایسوی ایشنوں کو

1986ء سے سالانہ گرانٹ دے رہی ہے اور مستقبل میں بھی ان صوبائی ایسوی ایشنز کی بھرپور تعاون جاری رکھے گی۔ چونکہ ہر گیم کے لئے پورے صوبے میں ایک ہی صوبائی ایسوی ایشن موجود ہے۔ جو ہر ڈسٹرکٹ کے متعلقہ گیم کے ایسوی ایشنوں کی معاملات دیکھتی ہے۔ اس لئے یہ معلومات ضلع وار نہیں دی جاسکتی۔ محکمہ کھیل میں رجسٹرڈ اسپورٹس تنظیموں کو دی جانے والی سالانہ گرانٹ کی تفصیل خیم ہے لہذا اسمبلی لاہور بری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ سوال نمبر 51 کا جواب بھی اسمبلی سیکریٹریٹ کو آج 17 دسمبر 2019ء بوقت صبح 10:00 بجے موصول ہوا اگر مرکز اس سے مطمئن نہیں ہے تو اس سے متعلق سوال دریافت کر سکتے ہیں۔ جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! سوال واقعی مجھے ملا ہے جواب میں اس کی کچھ چیزوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا وزیر موصوف سے میرا سوال یہ تھا کہ صوبے کے کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے اسپورٹس تنظیموں کو بلوچستان اسپورٹس بورڈ کی طرف سے فنڈ فراہم کی گئیں۔ اگر فنڈ فراہم کی گئی ہے تو اس کی تفصیلات بتائیں۔ کوئی ایک کروڑ روپے کے قریب بلوچستان میں یہ جو میں نے calculate کیا ہے کوئی 71 کے قریب تنظیموں یا لوگوں کو ان کے نام انہوں نے مجھے تفصیلات نہیں دی ہے۔ یہ کون ہیں ان کا مجھے address چاہیے نمبر 1۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں بلوچستان سے متعلق جو بڑے اہم ہماری اسپورٹس ہے اُس کے متعلق کوئی زیادہ فنڈ نہ۔ ایک سے لیکر 24 تک جو 1 لاکھ 80 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ جو 43 لاکھ روپے بنتے ہیں اس میں وزیر موصوف بلکہ آپ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اگر سوال آپ کے سامنے پڑا ہے۔ ایک کھیل ہے قتل عام یہاں mention کیا گیا murder 1 لاکھ 40 ہزار روپے سیریل نمبر 34 پر دیکھیں munder adventure یہ قتل عام کا کھیل بلوچستان میں کون سا ہے مجھے یہ سمجھنیں آیا۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: یہ کوہ مُردار ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں یہ مُردانہ ہے۔ murder، مہر ہم بھی لکھ سکتے ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: spelling میں ہو سکتا ہے۔ آپ اُس پر کیوں جانا چاہتے ہیں؟

جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ کل یہ ریکارڈ میں آیا گا تو یہ درستی ضروری ہے۔ آج سے 20 سال بعد کوئی اسمبلی ریکارڈ دیکھے گا۔ وہ کہے گا بلوچستان میں قتل عام کے لیے 1 لاکھ 40 ہزار روپے رکھے جاتے تھے۔ تو جناب والا! ایک میرا سوال یہ ہے جناب وزیر صاحب سے کہ کیا مجھے پتہ ہے کہ یہ سارے گیمز کی تقسیم رقم، یہ رقم جو ہے یہ کوئی کی تنظیموں کو ملے ہیں اچھی بات ہے میں ان کی مخالفت نہیں کرتا۔ کھیل گود کے مواقع سب کو فراہم کئے جانے چاہئیں۔ کیا آپ بعد اخلاع میں بھی اسی طرح کی وہ کیا کہتے ہیں کشادہ دلی کا مظاہرہ کریں گے کہ جن اضلاع

میں 20 لاکھ 30 لاکھ وہاں والی بال، فٹ بال، کرکٹ اور بھی ایسے کھیل ہیں جو ہمارے نپے وہاں کھیل سکیں۔ وہ زیادہ حقدار ہیں کوئئے والوں سے یہ ساری تنظیمیں کوئی نہ کی ہے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: اصل میں ثناء بھائی آپ نے جو سوال پوچھا ہوا ہے اُس کے حوالے سے میں نے جواب دیا ہوا ہے کہ بلوچستان اسپورٹس بورڈ کی طرف سے مطلب مختلف ایسوی ایشنز ہوتے ہیں جو مختلف گیمز کے ہوتے ہیں۔ اور بلوچستان اسپورٹس ایسوی ایشن ہوتے ہیں۔ بلوچستان قبائل ایسوی ایشن۔ بلوچستان ہاکی ایسوی ایشن۔ بلوچستان ٹیبل ٹینس ایسوی ایشن۔ سارے اسپورٹس ہیں ان میں ہمارے پاس تین کیلگریزیز میں۔ آپ نے پوچھا تھا کہ کیا آپ گرانٹ دے رہے ہیں یا بندہ واتھا۔ میں نے کہا کہ جی یہاں لکھا ہوا ہے کہ کبھی بندہ نہیں ہوا ہے۔ ہم نے گرانٹ انکوری گولر سالانہ دے رہے ہیں۔ اے کیلگری (A) کو ایک لاکھ اسی ہزار سالانہ دے رہے۔ کاس سال انشاء اللہ اس میں اضافہ ہو گا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار کیلگری (B) کو اور ایک لاکھ کیلگری (C) کو دے رہے ہیں۔ یہ سارے اضلاع میں کر رہے ہیں۔ یہ اسپورٹس پورے بلوچستان کی ایسوی ایشن ہیں۔ شاید پورے ملک میں صرف بلوچستان میں ہے جو اسپورٹس بورڈ انکو گھیلوں کی ترویج کیلئے دیئے جارہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی ثناء بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 86 دریافت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سوال نمبر۔ 86

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 86 جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی: 5 / اگست 2019ء کو موخر شدہ

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ گزشتہ چھ سالوں کے دوران میں کس قدر کار ریلیاں منعقد کی گئیں اور ان کے انعقاد پر کل کس قدر خرچ آیا نیز وفاقی حکومت یاد گیر اداروں کی جانب سے کار ریلیوں کی مد میں فراہم کردہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت:

گزشتہ چھ سالوں کے دوران بلوچستان میں دو کار ریلیاں گوادر کے مقام پر منعقد ہوئیں۔ گوادر کا ریلی جو کہ 2017 میں منعقد ہوئی۔ اس ریلی کے لئے اخراجات کی مد میں حکومت بلوچستان نے مبلغ 82,00,000/- لاکھ روپے دیئے۔ اور یہ رقم پاکستان آرمی کو دی گئی۔ کیونکہ یہ ریلی آرمی کی زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ (ب) جیپ ریلی 21 اکتوبر 2017 کو منعقد ہوئی۔ جو کہ تخت راپ پاس انٹر بلوچستان سے گوادر شہر تک شیدوں کے مطابق ہوئی۔ اس ریلی کو منعقد کرنے کیلئے حکومت بلوچستان نے مبلغ 18,00,000 روپے

دیئے۔ جبکہ یہ قوم پاکستان آرمی کو دی گئی۔ کیونکہ یہ ریلی آرمی کی زیرگرانی منعقد ہوئی۔

(ج) جبکہ مندرجہ بالا کار/ بائیک ریلی کے انعقاد پر کسی بھی وفاقی سرکاری اور نیم سرکاری ادارے نے کسی قسم کی مالی معاونت نہیں کی اور نہ ہی کسی قسم کا تعاون کیا گیا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اپنے کیروں! سوال نمبر 86 یہ تھا کہ گزشتہ چھ سالوں میں بلوچستان میں کل کس قدر ریلیاں، کار ریلیاں منعقد ہوئیں کل کتنے اخراجات آئے۔ بلوچستان غریب صوبہ ہے یہاں کھیل کو دیکھنا شاید فشایا، والی بال، کرکٹ، سائیکلنگ، کوئی اور کھیل ہے جو کم خرچ والے میں سے خرچ کیے یہاں مجھے جواب دیا گیا ہے وہ 2017ء میں ایک کار ریلی بھی ہوئی اس پر کوئی 82 لاکھ روپے وہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے خرچ کیے۔ پھر 21 اکتوبر 2017ء کو۔ کیا خبراً سے ریلی گودارتک نہیں ہوئی؟ اس پر 5 کروڑ 18 لاکھ روپے خرچ ہوئے 5 کروڑ 18 لاکھ روپے کار ریلی کا خرچ ہے۔ ایک صوبہ جس میں دو ہزار پانچ سو سکول وہ اساتذہ سے محروم ہیں۔ ایک صوبہ جہاں تعلیم، صحت، سڑکیں اور بھی جتنے معاملات جہاں غربت تو یہ تقریباً یہ figure ہے اور بھی کچھ کار ریلی ہیں جن پر میں دیے گئے ہیں میں اس کی تفصیل بھی لاوں گا۔ بلوچستان میں ابھی تو کار ریلیوں پر باقاعدہ جو ہیلی کا پٹر میں جارہے ہیں۔ اس کی اخراجات calculate کیا جائے بلوچستان کا تقریباً 20 سے 25 کروڑ روپے صرف اس کھیل پر جارہا ہے اچھی بات ہے ہونی چاہیے لیکن یہ پرائیویٹ سیکٹر سے جائے اگر خبراً سے ہوا تھا یہ سی پیک کے نام پر ہوا تھا۔ یہ سی پیک کے نام پر اگر کوئی کار ریلی ہوئی تھی۔ ہم غریبوں کے جیب سے یہ کیوں جاتا ہے کار ریلی آپ کرتے ہیں سب سے زیادہ آپ سی پیک پر موشن آپ نے اس پر کی، اچھی بات ہے سی پیک کی سب سے زیادہ پروجیکٹ باقی صوبوں میں اس کے بعد جب کار ریلی کرتے ہیں وہ سارے پیسے ہماری جیبوں سے نکلتی ہے ہم غریبوں کی ٹیٹھ لگاتے ہیں دوسرا کرتے ہیں ہم نے۔ تو میں پوچھنا چاہوں گا جناب والا! کیا آپ اس طرح کی پالیسی بنائیں گے کہ ہم ایسے جو کھیل ہیں۔ جو پرائیویٹ سیکٹر نہیں ہے امیروں کا کھیل ہے اس پر خود میں لگاسکتے ہیں کی ضرورت نہیں ہے کیا ایسے امیروں کے کھیلوں پر کتنے پیسے لگانا جائز ہے اور آئندہ جاری رکھیں گے یا سلسہ بند کر دیں گے؟

مشیر کھیل و ثقافت: دیکھیں! کھیل کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ آپ یہ کھیل کو مطلب ignore کریں آگے جائیں یا کسی اور سپورٹس میں، دیکھیں سارے سپورٹس میں سب کونہ مطلب برابر تو دیا جا رہا ہے اور یہ جو سوال مجھے سے پوچھا ہے وہ سوال کے حوالے سے میں نے کہا ہے کہ 2017ء میں آپ نے پوچھا کتنا میں سے خرچ ہوئے میں نے کہا 82 لاکھ اس پر ہوا تھا جو ہم نے دیئے تھے۔ باقی آپ نے کہا ہے کہ کسی

فیڈرل حکومت سے یا کہیں اور سے پسیے آئے میں نے کہا نہیں آئے کسی اور سے نہیں آئے۔ لیکن ہماری کوشش یہ ہے کہ بلوچستان میں جیپریلی، بائیکریلی، کاریلی یا انٹرنشنل سپورٹس ہیں۔ اس طرح مطلب ہم نے پسیے ضائع کیے تو سپورٹس بورڈ نے یا سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں یقینی طور پر اس کو سپورٹس سمجھ کر اس میں پسیے invest کیتے ہیں۔ سالانہ 82 لاکھ اس میں دیئے سالانہ ایک table tennis شاید ایک دو کروڑ سے زیادہ دے رہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: پانچ کروڑ 18 لاکھ۔

مشیر کھیل و ثقافت: ہم والی بال کو بھی پانچ کروڑ درست ہے۔ اس میں دیکھیں ایک ایک چیز آپ ذہن میں رکھیں۔ جیپر بائیکریلی یا ساری ریلی ان کیلئے پانچ کروڑ ہے ہوں۔ بالکل آپ جو بھی ہے ان میں جتنے بھی سپورٹس ہیں اور کسی سپورٹس کو ناپید نہیں کریں گے۔ بلکہ لوکل سپورٹس جتنے ناپید ہو چکے ہیں آج کھیلانہیں جا رہے ہیں۔ ان لوکل سپورٹس کو ہم جو promote کرنے کی بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قاںد حزب اختلاف): کیا آپ نے وزیر اعظم کے خلاف اس وقت ہیلی کا پڑکے غلط استعمال کرنے پر ان کے خلاف case ہوا ہے۔ تو اس وقت یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں کیا سوچ ہے کیا یہ اس تعریف میں نہیں آتا کہ ہیلی کا پڑکو شادیوں میں استعمال کیا جائے۔ یا ہیلی کا پڑکو کھیلوں کیلئے استعمال کیا گیا؟

مشیر کھیل و ثقافت: دیکھیں ایک انٹرنشنل سپورٹس ہے ملک صاحب! یہ میں نے ذاتی مفادات کیلئے یا سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے کہیں پر use نہیں کیا باتفاق شخص۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالخالق ہزارہ صاحب وہ کچھ اور پوچھ رہے ہیں۔

مشیر کھیل و ثقافت: اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دو منٹ اذان شروع ہے۔ ہزارہ صاحب اذان شروع ہے۔
(خاموشی۔ اذان)

وزیر خوارک و بہود آبادی: سپورٹس کے حوالے سے میرے فاضل دوست نے سارے جواب دیے۔ اس میں جو ثناء بلوج صاحب کو میں تھوڑی سی کہ یہ جو خبراب ریلی ہوئی ہے یا جو سپورٹس ہوئے وہ یہ پچھلی حکومت قوم پرستوں کی تھی اس میں ہوئی۔ جہاں تک ہیلی کا پڑک کا سوال ہے ملک سکندر نے کہا ایسا ہے کہ ہیلی کا پڑک air jet یا یہ بھی پچھلے دور میں خریدے گئے۔ اب اس کو بھی جو نام دے دیں۔ لیکن ایک چیز جیسے گاڑی ہے، اسکو اڑ ہے ایک کا پروٹوکول ہوتا ہے یا ایک کا مطلب اسکو privilege کہہ لیں۔ یہ جو صوبائی حکومت کا جو جہاز ہوتا ہے یا ہیلی کا پڑک ہوتا ہے۔ یہ CM کا privilege point of view ہے۔ کہ وہ security point of view سے یا time

کے سلسلے کہیں بھی visit کر سکتا ہے۔ تو ابھی شاید ان کا اشارہ جو ریلی ہوئی ہے جمل مکسی میں ہمارے سی ایم صاحب تشریف لے گئے۔ تو وہاں ان کاٹھیک ضرور انہوں نے یہ تھوڑا سایہ جو سپورٹس کے events ہوتے ہیں اس میں بہت ساروں کا روزگار، ریڑھی والا ہے آپ کا ٹینٹ والا ہے light والا ہے، بہت سارے نہیں نہیں آپ میری بات مفت کس طریقے سے وہاں پہنچا۔ ایک نیا شہر آباد ہوتا ہے جہاں کار ریلی ہوتی ہے میلہ ہوتا ہے میلہ کا سامان ہوتا ہے اس میں ریڑھی والا، کوئی وہاں فروٹ نقش رہا ہوتا ہے۔ مطلب ہے شاہد یہ سارے ساتھی ان چیزوں کو دیکھے چکے ہیں۔ اچھا دوسرا بات یہ ہے۔ آپ کا علاقہ promote ہوتا ہے پورے پاکستان سے لوگ آتے ہیں۔ ایک سپورٹس کی promotion ہے۔ دوسرا بات جو ہیلی کا پڑ کا استعمال ہے۔ CM صاحب نے تین، چار ڈسٹرکٹس کی visit کیے ہیں۔ اسکے میں کی افتتاح کی ہے۔ لوگوں کے درمیان میں بیٹھ کے ان کے مسائل دیکھے۔ مسائل سننے ان کے on the spot the اس کیلئے انہوں نے جو حکم صادر فرمایا اور آپ میڈیا میں دیکھ لیں اس میں روڈوں کا افتتاح کیا نوتال روڈ کا آپ دیکھ سکتے ہیں۔ وہ جا کے اسی طریقے سے ہمارا ایک قائد حزب اختلاف ہے ان کی گاڑی، دفتر یہ اس کا privilege اسکا ایک حق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھیتران صاحب۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: نہیں یہ توہم نے اس حد تک عوامی بنایا کہ اس کو ہم نے بجائے یہ treasury یا کوئی بھی ایر جنسی میں یا کوئی خدا نخواستہ کوئی ایسا سلسلہ ہوتا ہے کسی کا مفاد ہوتا ہے یا کوئی سلسلہ benches ہوتا ہے ہم نے تو اس کو open کر دیا سارے دوستوں کیلئے، چاہے وہ اس طرف ہیں چاہے اس طرف۔ کہ وہ کرایہ پڑھی لے جاسکتے ہیں اگر کوئی ایر جنسی کہیں یا کوئی سلسلہ ہوتا ہے ضرور یہ ہمارا ہیلی کا پڑھی حاضر ہے ہمارا جہاز بھی حاضر ہے وہ ایک سی ایم privilege کا وہ اسلام آباد کر سکتا ہے۔ کل یہ کہے کہ گاڑی نے کیوں ایر پورٹ گی وہ کہہ کل گاڑی ہنسا اوڑک کیوں گی نہیں یہ بہت ساری چیزیں ہمارے کہنے کا نہیں ہے۔ مہربانی شکریہ۔

ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی اختر حسین صاحب آپ اپنا سوال نمبر 94 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لاغو: یہ جو ریلی ہوئی تھی جس کیلئے چھ کروڑ تقریباً ہماری صوبائی حکومت نے pay کی، اس میں جناب والا! اگر آپ اس ریلی کی پرانی تصویر یا ریکاؤنڈ دیکھ لیں بہت سارے sponsors بھی آئے تھے مختلف کمپنیوں نے اس کو sponsor بھی کیا تھا۔ اس میں جناب منشہ صاحب سے سوال ہے ان کمپنیوں جو جنہوں نے sponsor کیا تھا اس ریلی کو تو sponsor کتنے کا تھا وہ پیسے کہاں گئے؟

محکمہ کھیل و ثقافت: آپ کس نجمراب والے کی بات کر رہے ہیں۔ پرانی 2017ء کی بات کر رہے ہیں؟

میرا ختر حسین لانگو: یہ ثناء صاحب کا جو question ہے۔ اس میں آپ دیکھ لیں ریلیوں کا ذکر کر رہے ہیں جواب پر منستر صاحب نے کہا کہ ان پر ہم نے اتنا خرچ کیا ہے۔ خبراب والا اس میں شامل ایک آدھا اور بھی ہیں، ان تمام کا منستر صاحب نے یہ جواب دیا کہ کوئی بھی financer نہیں تھا۔ کسی بھی کمپنی نے فناں کو ریلیز نہیں کیا یہ منستر صاحب نے written میں جواب دیا جبکہ وہ ان ریلیوں کی تصویر آج بھی ہمارے پاس موجود ہے سو شل میڈیا پر بھی موجود ہے۔ گاڑیوں پر ان کمپنیوں کا بیزنس لگا ہوا ہے کسی بھی کمپنی کا اشتہار اُس نامک لگتا ہے کمپنی اُس کو sponsor کرتا ہے تب جا کے اُن ریلی اشتہارات، اشتہارات مشہوری کیلئے سردار صاحب آب اس وقت گلتی ہے جب کمپنی اُس کو اسپانسر کرتا ہے۔ جن کمپنیوں نے اسپانسر کیا وہ گاڑیوں کی جو اسٹیکرز بھی لگے اور ان کی بیزنس بھی ریلی کے پوائنٹس پر لگے۔ ان کے جو ہو ڈنگز بھی لگی جن جن کمپنیوں نے اسپانسر کیا تھا۔ تو اس کی گزارش کیا کہ آپ ایک رو لگ دے دیں کہ اس کی تحقیقات کی جائے کہ written میں جواب آرہے ہیں کہ اسپانسر نہیں ہوا جو اُس وقت کی ویڈیو یز ہیں اُس وقت کی تصاویر ہے تمام ریلیز کی یہ نیشنل اور انٹرنیشنل میڈیا میں چھپ چکی ہیں۔ یہ print اور الیکٹرانک میڈیا میں آچکی ہیں۔ اسکی تحقیقات چاہیے۔

مشیر کھیل و ثقافت: اختر صاحب! آپ fresh question بھی لائیں، انکو اڑی لازمی ہے۔ نہیں یہ تو پڑانے ہیں۔ یہ 2017ء میں، آپ اس طرح کر لیں۔

میرا ختر حسین لانگو: وہ print اور الیکٹرانک میڈیا میں آچکا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤس عبدالخالق ہزارہ صاحب! اس پر fresh question لائیں کہ وہاں جیپ ریلی ہوئی وہاں کے لوگوں کی اکنا میکل حالت چیخ ہوتی ہے میرے معززین میں آپ کو بتا دوں وہاں زیادہ تر برادری ہماری ہے میں خود appreciate کیا کہ ریلی کے آنے سے ہمارا کاروبار بڑھ گیا فروٹ کے ریٹھی تھے انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا کاروبار بڑھ گیا ہے وہاں لوکل میں حضرات ہیں انہوں نے کہا کہ اس ریلی کے آنے سے جس علاقے میں دس ہزار لوگ ہیں تو اور کیا سمجھتے ہیں کہ وہ بلوچستان کے لئے باہر سے چاول لائیں گے، باہر سے پتی لائیں گے، یہ میرے دوستوں کی یہ انہوں نے hitting کی ہے ریٹھی والوں پر۔ میں ان ریٹھی والوں کا ساتھی ہوں کہ ان ریٹھی والوں نے ہزاروں نہیں لاکھوں کمائے۔ بہت بہت شکریہ۔

میرا ختر حسین لانگو: وہ بکریاں بھی احتجاج پر تھیں کہ ہماری دودھ انہوں نے ختم کر دی ہے۔ مرغی کے انڈے ختم کر دیئے انہوں نے اتنا زیادہ کاروبار کیا ہوا ہے۔ بہر حال میں اپنے سوال پر اب آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال نمبر۔ 94۔

میر اختر حسین لانگو: سوال نمبر۔ 94۔

وزیر کھیل و ثقافت: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

94☆ جناب اختر حسین لانگو، رکن اسمبلی 5 / اگست 2019ء کو موخر شدہ

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ گزشتہ چار سالوں کے دوران مختلف کھیلوں کو فروغ دینے کے حوالے سے کس قدر رلاگت مالیت سے کون کو نئے کھیلوں کے سامان کی خریداری کی گئی۔ نیز خرید کردہ سامان/ اشیاء جن جن اضلاع میں تقسیم کی گئی کی سال و ضلعوار تفصیل دی جائے۔

وزیر حکمہ کھیل:

گزشتہ چار سالوں کے دوران خرید کی گئی مختلف کھیلوں کے سامان کی کل رقم 133 ملین روپے ہے۔ جس کی سالانہ تفصیل ذیل ہے۔

| نمبر شمار | سال | رقم |
|-----------|-----------|------------|
| ۱۔ | سال 16-17 | 25.00 ملین |
| ۲۔ | سال 17-18 | 30.00 ملین |
| ۳۔ | سال 18-19 | 33.00 ملین |
| ۴۔ | سال 19-20 | 45.00 ملین |

سامان کی تقسیم کا طریقہ کار۔

محکمہ کھیل بلوچستان صوبہ بھر کے مختلف کھیلوں کے کلبز/ ایسوٹ ایشنا اور مختلف کھیلوں کے کھلاڑیوں کو ہر سال سامان مہیا کرتا ہے۔ جو کہ اپنی ضروریات کے مطابق محکمہ کھیل بلوچستان سے مدد چاہتے ہیں۔ (سال و ضلع وار تقسیم کی گئی سامان کی تفصیل ختم ہے لہذا اسمبلی لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔)

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں ایک تصحیح کرنا چاہونگا اس سوال کے جواب کی اس کی clarification میں دینا چاہوں گا۔ یہاں جناب والا! صفحہ نمبر یہ جو تفصیل ہمیں دی ہے سوال کی اس کی عبدالحلاق صاحب آپ بھی دیکھ لیں پچ نمبر ہے 66 سیریل نمبر ہے 103۔ اس میں جناب والا! میرے نام سے انہوں نے دیا ہے کہ اختر حسین لانگو ایم پی اے کو سامان دیا گیا ہے۔ جناب میں اس کو clarify کر دوں پھر میں ضمنی سوال پر آجائیں گا۔ اس میں ہوا یہ تھا کہ 2018ء اسی Floor of the House میں ہم نے کچھ احتجاج ریکارڈ

کروائے تھے کہ ہمارے حلقوں میں سپورٹس مینوں کو نہیں ملا ہے۔ منسٹر صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کے جتنے کلب ہیں جتنے ٹیمیں ہیں انکی ایک لسٹ ہم نے 2019ء کیلئے ان کو لسٹ دی اس کے مطابق سامان جب آئیں تو ہماری اس لسٹ کے مطابق انہوں نے سامان الگ کیا لیکن وہ ہم نے لئے نہیں وہ ڈی جی اسپورٹس صاحب کے آفس میں پڑے تھے میں نے پھر منسٹر صاحب کو فون کیا کہ آپ آئیں ان کو تقسیم کرتے ہیں منسٹر available نہیں تھا ان کے بھائی کی طبیعت صحیح نہیں تھی کراچی میں تھے قادر نائل صاحب گواہ ہیں ان کو پھر میں نے یہاں اسمبلی میں بتایا پھر میں نے ان کو فون بھی کیا وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ سکے لیکن وہ سامان مجھے نہیں ملا ہے نہ میں وہ لیکر گیا ہوں۔ وہ سامان ڈی جی اسپورٹس کی موجودگی میں اسٹیڈیم میں وہاں یو تھا افیئر زکا جو اڈیٹوریم ہے وہاں تمام ٹیموں کو بلاکر ان سے پیدپریسیونگ لی گئی اور وہ ہم ان ٹیموں کے حوالے کی اور اس موقع پر ڈی جی اسپورٹس صاحب خود موجود تھے سامان اسٹیڈیم سے یا ان کے آفس سے کوئی نہیں لیکر گیا ان کے آفس میں ہی پڑے رہے ٹیموں کو ہم وہاں اسٹیڈیم میں ہی بلا یا اسپورٹس کے آفس میں وہیں پران کے پیدپریسیونگ لے کے سامان ڈائریکٹ ان ٹیموں کے حوالے کی گئی اس میں میرے نام سے دیے گئے تھوڑا سا میں اس لئے تصحیح کرنا چاہ رہا تھا۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: ٹھیک ہے آپ صحیح ہیں، ہم نے تو ٹیموں کو دیا ہوا ہے مختلف ٹیموں کے اس کے اوپر شاید آپ کا بھی سفارش ہوا ہوگا۔

میرا خڑھسین لانگو: نہیں نہیں عبدالخالق صاحب پوری ایک لسٹ ہے جس میں آپ کو بتاتا ہوں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: ٹیمیں تو زیادہ تر آپ کے حلقے سے ہوئے ہوئے ہوں گے

میرا خڑھسین لانگو: میں وہی آپ کو clarification کو ایڈریس کر رہا ہوں کہ نہیں ملا ہے ان کو۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: اور ہمارے ٹریشری پیپر کے بہت سارے دوست جو ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آڑران دی ہاؤس عبدالخالق ہزارہ صاحب اختر حسین لانگو صاحب آپ دونوں سینئر بندے ہیں بار بار کہنا مناسب نہیں لگتا ہے آپ چیز کو ایڈریس کریں۔

میرا خڑھسین لانگو: سر! میں آپ کو ایڈریس کر رہا ہوں چونکہ جواب written میں آیا ہے یہ ریکارڈ کا حصہ بنے گا میں تھوڑا سا اس کا وضاحت کر رہا تھا۔ یہ تج نمبر 66 آپ نکال لیں جناب والا! اور سیریل نمبر 103 میں تفصیل بھی بتاتا ہوں کہ کیا چیزیں میری سفارش پر ان ٹیموں کو دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لانگو صاحب! اس میں میرے خیال سے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے آپ کے حلقے میں لوگوں کو مل گیا سپورٹس کا سامان۔

میر اختر حسین لانگو: جی مل گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جب مل گیا ہے تو پھر کیا فرق پڑتا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: جی مل گیا ہے پچاس سیٹ فیصل کے ان ٹیموں کو ملے ہیں یونیفارم کے، یہ پوری تفصیل اس میں دی ہے اس سے مجھے انکار نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جو ٹیمیں دیا ہوا ہے کہ اختر حسین چیئرمین پہلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ یہ کل کوئی سمجھے گا کہ یہ سارا سامان اختر اپنے گھر لے گیا تو میں نے وضاحت کر دی کہ وہ ڈی جی اسپورٹس کی موجودگی میں ان کے ہاتھوں سے لوگوں کو ڈائریکٹ ملی ہے مجھے نہیں ملی ہے۔ جناب والا! اس میں میرا ایک ضمنی چار سال کا میں نے ان سے پوچھا تھا جو میر اسوال ہے چار سال کی تفصیلات مانگی ہے۔ چونکہ باقی لوگ وہ بیہاں نہیں ہیں ان سے ہم پوچھیں بھی تو جواب شاید اس طریقے سے نہیں آئے گا میں عبدالخالق کے tenure کا پوچھتا ہوں 19-2018ء کے جناب والا! 2018ء کی جو ضلع وارانہوں نے تفصیلات دی ہے ذرا اس پر غور کر لیں۔ کوئی نہ میں میرے نام سے انہوں نے دیے ہیں وہ ایک نمبر ہے اس میں کل پچاس فیصل ٹیمیں ہیں جن کو عبدالخالق یونیفارم آپ نے دیے ہیں اس میں کوئی دس کے قریب کرکٹ ٹیمیں ہیں اُس میں کرالٹی کی ٹیمیں ہیں اُس میں باقی آپ کے بیٹمنٹن کے ہیں، ریکٹس دیئے ہیں لوگوں کو۔ اب اگر یہ فوری تفصیل پر اگر ہم چلے جائیں تو یہ سیر میں نمبر بہت زیادہ چلا جائیگا۔ لیکن اس طرح کے 19 ایم پی ایز ہیں ان کے بھی اسی طرح کے نام سے سامان لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی کو جو ملے ہیں وہ 188 لوگوں کو سامان ملا ہے۔ جبکہ ڈسٹرکٹ شیرانی میں صرف ایک ٹیم کو ایک سیٹ فیصل کی وردی ملی ہے جس میں بارہ یونیفارم ہیں اور زیارت کو صرف تین ملے ہیں موسیٰ خیل آپ کا اپنا ڈسٹرکٹ ہے اس میں صرف تین ٹیموں کو یونیفارم ملی ہے قلعہ سیف اللہ میں صرف ایک کو ملا ہے بارکھاں میں صرف ایک سیٹ فیصل کی یونیفارم بھیجا گیا ہے، ڈیرہ بکٹی ڈسٹرکٹ کو ایک سیٹ ملا ہے۔ کوہلو ڈسٹرکٹ کو دو سیٹ ملے ہیں، لورالائی کو ایک سیٹ ملا ہے۔ پنجور ایک سیٹ ملا ہے۔ گوادر کو ایک یونیفارم سیٹ ملی ہے۔ ان کو باقی جو گز نہیں ملے ہیں ان کو، ٹریک سوٹس نہیں ملے ہیں۔ تفصیل اس میں تحریری موجود ہیں۔ یہ ہو گئے 2018ء کے۔ اب آتے ہیں جناب والا! 2019ء میں بھی قلعہ عبدالخالق کو ایک سیٹ فیصل کا ملا ہے، ہرنائی کی ایک ٹیم کو ملا ہے نصیر آباد کی ایک ٹیم کو ملا ہے موسیٰ خیل آپ کا حلقة ہے چھ ٹیموں کو ملی ہے۔ گوادر پھر ایک ڈسٹرکٹ جو سی ٹیک کو جواز فراہم کرتا ہے اُس ڈسٹرکٹ کو اسپورٹس کے حوالے سے ایک ٹیم کو ایک سیٹ ملا ہے۔ جناب والا! 2018ء میں بھی ایک سیٹ اور 2019ء میں بھی ایک سیٹ۔ اور باقی زیارت کو دو، خصدار کو ایک۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: آئمیں تو سب سے زیادہ فائدہ آپ نے اٹھایا ہے اختر جان! سب سے

زیادہ تو آپ کے حلقے کو ملا ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: ایک منٹ عبدالخالق بھائی! اس میں بھی کوئی کے 257 ٹیموں کو سیٹ ملے ہیں، جس میں ہم ایم پی ایز کے کھاتے میں میرا سیریل نمبر 103، جو میرے کہنے پر ملے ہیں، وہ 50 ٹیموں ہیں۔ اگر ان کو شامل کر لیں تو یہ 1000 ٹیموں سے زیادہ نہیں گے کوئی میں۔ جناب والا! کوئی ڈسٹرکٹ کا اور باتی ڈسٹرکٹ میں ایک ایک ٹیم کو ملا ہے۔ جناب والا! اس تقسیم کو طریقہ کار اور اس کے فارمولے کے بارے میں ذرا کہنا چاہتا ہوں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: دیکھیں! انہوں نے سوال پوچھا ہے سوال کا جواب ان کو ملا ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ میں تو تقریباً دو مہینے سے یہاں نہیں تھا۔ دو محرم سے میں گیا تھا اور چالیسویں پر میں کوئی پہنچا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود جو ٹیمیں جنہوں نے access کیتے ہیں جو آئے ہیں ان کو ملا ہے۔ ہر چل میں ہم نے یہ کوشش کی ہے یہ چل وار نہیں ہوا ہے، ہم نے کوشش کی ہے کہ جو مقابل سے related ہیں، جو کلب وغیرہ ہیں جنہوں نے پہلے approach کیتے انکو ملا ہے۔ تو وہ تقسیم بندی اس طرح نہیں ہوا ہے کہ کوئی کو اتنا ملنا چاہیے اور فلاں کو اتنا ملنا چاہیے نہ کسی اور جگہ پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالخالق صاحب! آپ ایک سینئر سیاستدان ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: میں آپ کو بتا دوں 2018ء کے حوالے سے، جب ہم نے چارج لیا سارا سامان ہم سے پہلے گیا ہوا تھا۔۔۔ (مداخلت۔)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ایک منٹ۔ اُس کو جواب تو دینے دیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: اور دوسری بات یہ ہے سامان مجھ سے پہلے تقسیم ہوا تھا میں نے ستمبر 2018ء میں جب چارج سنپھالا مجھ سے پہلے سامان تقسیم ہو چکا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر ڈسٹرکٹ میں ایک اسپورٹس آفیسر ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بھی اپ اپنے اسپورٹس آفیسر سے رابطے میں نہیں ہیں؟ آپ ان کوہیں کہ جو ٹیمیں وہاں کھیل رہی ہیں جو exist کر رہی ہیں تو آپ ہمیں بھیجاوادیں آپ آئیں اختر لانگو صاحب سب سے پہلے مطلب ان کا حلقة بھی استیڈیم بھی نزدیک تھا احمد نواز وہ ماشاء اللہ تیز بھی تھا سب سے زیادہ اُنکی ٹیموں کو ملا ہے اب بھی میں کہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ اسپورٹس آفیسر موجود ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: میرا سوال یہ تھا کہ کوئی کو اتنا زیادہ میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے نہیں دیے، دیے ہیں۔ لیکن باتی ڈسٹرکٹس کا بھی حق ہے۔ خضدار میں ایک ٹیم کو ملا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیری: جناب اسپیکر صاحب! اس میں بہت بڑا گھپلا ہوا ہے اس اسپورٹس کے سامان کی

تھیں میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ تو سوال نہیں ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں، نہیں جناب اسپیکر صاحب! وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ میں کوئی میں موجود نہیں تھا۔ میں out of station تھا، اُس کا بھائی بیمار تھا۔ اس دوران آپ کی ڈیپارٹمنٹ کے ڈی جی صاحب نے اس میں جو گھپلا کیا ہے۔ ابھی آپ یقین کریں میرے حلقة کے ایک ٹیم کو بھی سپورٹس کا سامان نہیں ملا ہے۔ تو کیا آپ ڈی جی کے خلاف انکواڑی conduct کرائیں گے جنہوں نے اس گھپلے میں حصہ لیا؟

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: میں اسکو گھپلائیں مانوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں۔ جنہوں نے اپنے من پسند لوگوں کو سامان دیا، کیا آپ اس کے خلاف انکواڑی کریں گے؟

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: من پسند سے کیا مراد ہے؟ اختر لانگومن پسند ہے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں۔ دیکھیں آپ متعلقہ وزیر ہیں آپ خود مان رہے ہیں کہ میں نہیں تھا میری غیر حاضری میں انہوں نے فائدہ اٹھایا انہوں نے لوگوں میں تقسیم کیتے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: نہیں میں نے اس طرح نہیں بولا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میں نہیں تھا جو اسپورٹس کلبز جو ایسوی ایشز، جو exist کر رہی ہیں رجسٹرڈ کلب تھے جو کام کر رہے تھے وہ آگئے اپنے سامان لے گئے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اسپیکر صاحب! کیا منشہ صاحب یقین دہانی کرائیں گے کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا؟

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: انشاء اللہ و تعالیٰ نہیں ہو گا۔ اسپورٹس میرے دور میں بہت ترقی کریگا۔ آپ لوگوں کے دور میں تو ناپید ہو چکا تھا۔ اسپورٹس ایک نظر انداز شدہ شعبہ تھا۔ آج کے بعد انشاء اللہ و تعالیٰ پورے بلوچستان میں پہلے نمبر پر ہو گا۔

میر اختر حسین لانگو: دیکھیں! باقی ڈسٹرکٹس میں اگر ایک ایک ٹیم کو ایک ایک سیٹ یونیفارم ملے گی تو قطعاً یہ انصاف نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ نا انصافی ہے۔

جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر امور حیوانات و جنگلی حیات): پتہ نہیں کہ سپورٹس کے حوالے سے کچھ ہے یا نہیں ہے، ہمیں تو کچھ بھی نہیں ملا ہے ابھی تک ٹوب اتنا بڑا city لیکن ابھی تک اسکو ایک فٹ بال بھی نہیں ملا ہے، ہم

کدھر جائیں گے یا؟ ہم تو خود رور ہے ہیں لیکن اس کو تو بالکل پرواہ نہیں۔ ہم کیا کہیں یا رکوئی چیز نہیں ملا ہے ابھی تک ہمیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: جناب اسپیکر! مجھے افسوس کہاں پر ہو رہی ہے کہ میرا اپنا دوست اپنا ساتھی یہ چاہتے ہیں کہ میں ٹوب میں پہنچا دوں ان کو۔ میں نے ان کو بار بار کہا ہے کہ بھی آپ اسپورٹس کے حوالے جو کھیل کھیلا جا رہا ہے وہاں جتنا سامان رہ چکا ہے آپ وہاں مجھے کلب کا نام بھجوادیں میں نظر تو آپ کے جیب میں یا آپ کے ہاتھ میں نہیں دے سکتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک نصیر صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 125 دریافت فرمائیں۔

☆ 125 ملک نصیر احمد شاہواني، رکن اسمبلی: 7 / اکتوبر 2019 کو مذکور شدہ

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران پی ایس ڈی پی میں محکمہ کھیل کیلئے کس قدر فنڈ رخص کیے گئے سال وار تفصیل دی جائے نیز مختص کردہ فنڈ ز جن مدت میں خرچ کیئے گئے کی سال وضع وار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر محکمہ کھیل:

محکمہ کھیل حکومت بلوچستان کے لئے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران پی ایس ڈی پی میں مختص کیئے گئے فنڈ ز اور جن مدت میں خرچ کئے گئے رقم کی سالانہ وضع وار تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہور یہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ جواب بھی آج صحیح دس بجے موصول ہوا ہے۔ اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو یہ اگلے سیشن میں دوبارہ شامل کیا جائیگا۔

ملک نصیر احمد شاہواني: نہیں مطمئن میرے خیال میں، وہاں وہ آپس میں بات چیت میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ مطمئن ہیں جواب سے یا نہیں؟

ملک نصیر احمد شاہواني: میرے کچھ سوالات ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہاں اگر آپ اس جواب سے مطمئن ہیں تو صحیح ہے اگر نہیں ہیں تو اگلے سیشن میں شامل کر لیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: ٹھیک ہے عبدالغفار کو اتنا تکلیف نہیں دینے گے وہ نیازیاں پہلی دفعہ میرے خیال میں وزیر بنائے لوگ تنگ کرتے ہیں۔ بہر حال ہم لوگ اُن سے genuine سوال پوچھیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرا سوال تو آچکا ہے لیکن اس میں پانچ سالوں کا ریکارڈ مانگا ہے ان سے کہ پی ایس ڈی پی میں محکمہ کھیل و ثقافت میں کس

قدر فنڈ زاور کس علاقے میں، ان کی ضلع و تفصیل دی جائے۔ تو 2014ء کی انہوں نے دی ہے۔ ان کے ساتھ اس وقت گیارہ on-going اسکیمیں ہیں اور تقریباً 17 نئی اسکیمیں ہیں۔ لیکن جب آپ 2019ء تک جائیں گے جناب اسپیکر صاحب! اسی طرح میرے کہنے کا مقصد ہے کہ کوئی کے تقریباً چودہ، پندرہ ایسے اسٹیڈیمز ہیں جن پر ہر سال on-going اسکیم کی مدیں ان کو پانچ، پانچ کروڑ۔ آٹھ آٹھ کروڑ، دس دس کروڑ اور پانچ نہیں اسکیم کب تک اپنی اختتام کو پہنچے گی۔ تو میں چاہتا ہوں کہ کوئی کے اس city area میں اس طرح ایوب اسٹیڈیم کہہ سکتے ہیں صادق شہید پارک کہہ سکتے ہیں یا ہزارہ ٹاؤن یا موسیٰ کاٹھ یا کوئی جیم خانہ۔ میں کہتا ہوں اس کے علاوہ بھی جس طرح دوستوں نے ابھی یہاں سوال اٹھایا کہ پورا بلوچستان پڑا ہے اگر باقی پورے بلوچستان کے اضلاع میں وہاں سے ایک ایم پی اے آتا ہے۔ منتخب ہو کر آتا ہے۔ ان کو ردی کی ایک سیٹ نہیں ملتی اور کوئی آبادی بڑھنی چاہیے۔ لیکن کوئی کے ساتھ جو میں ہمیشہ یہی بات کرتا ہوں کہ کوئی کے گرد و مضافات میں جو علاقے ہیں، مجاءے اسکے کہ، یہ جب نواب اکبر خان بھٹی شہید جب وزیر اعلیٰ بلوچستان تھے اُس وقت اُس نے سریاب میں آکر ایک اسٹیڈیم کا اعلان کر دیا۔ اُسوقت بھی جب وہ ایک سال کے بعد جب یہ اختتام کو پہنچنے والا تھا۔ کوئی میں بیٹھے ہوئے کھیل و ثقافت کے جو ہماری منسری تھی اس نے کہا کہ مجاءے یہاں اس سریاب میں اسٹیڈیم تعمیر کیا جائے ان کوئی کے باقی اسٹیڈیوں پر یہ پسیے خرچ کیتے جائیں۔ پھر نواب صاحب کے پاس اس وقت گئے تو انہوں نے stand لیا اور انہوں نے اعلان کیا کہ جو میں نے اعلان کیا ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس وقت ایک اسٹیڈیم، شاہوائی اسٹیڈیم کچی بیگ کے نام سے بنایا۔ تو وہ تقریباً آج اس وقت کو تقریباً اٹھا رہا، ابھی، بیس سال سے زیادہ گزر چکے ہیں اس کے بعد وہاں کوئی چھوٹی سی footstall کا وہ بھی نہیں بنایا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤس کھیتز ان صاحب! کیا کر رہے ہیں آپ؟ فوٹوگراف موجود ہے وہ فوٹو لے رہے ہیں۔ تھوڑا مختصر کر دیں ملک صاحب اب کارروائی کا ٹائم بہت ہو گیا۔

ملک نصیر احمد شاہوائی: میں یہ چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ اب بھی یہ پانچ سال تک تو on-going اسکیم کے نام پر ان علاقوں میں یہ پسیے خرچ ہو رہے ہیں ہمارے منسٹر صاحب، مشیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو یہاں پر میں اس سے یہ جواب چاہتا ہوں کہ آیا یہ سلسہ کب تک جاری رہیگا کوئی کوئی اور اس کے مضافات میں کوئی اور نئے اسٹیڈیم بھی بنیں گے یا بلوچستان کے دوسرے علاقوں میں یا پھر یہی پسیے جو ہمارے کھیل و ثقافت کے ہیں یہ ہمیشہ کی طرح اسی کوئی کے انہی چند اسٹیڈیم میں یا سپورٹس کے کلب پر خرچ ہونگے میرا یہ سوال ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: دیکھیں ملک صاحب! اسی لئے ہم نے کہا تھا کہ پی ایس ڈی پی کو rationalize کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤس عبدالخالق صاحب! آپ چیز کو مخاطب کریں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: جی۔ اور یہی going on یقینی طور پر ہم سب کے لئے خدمات بھی موجود تھے اب ہماری حکومت نے بھی یہ کوشش کی ہے کہ اس چیز کو ختم کیا جائے۔ اس کو ہم بالکل کہ 2002ء سے اسکیم جاری ہے اور ابھی تک وہ ختم نہیں ہوئی ہے کوئی دس پرسنٹ ہے کوئی پانچ پرسنٹ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ وہ نہیں ہو رہا ہے۔ میں نے ذاتی طور پر بہت زیادہ ڈپٹی لی ہے۔ میں سی اینڈ ڈبلیو کے منشہ صاحب کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ بھی جہاں جہاں اسکیمات ہیں وہ خود بھی ڈپٹی لے رہے ہیں ایوب اسٹیڈیم پر بھی بہت تیزی کے ساتھ کام ہو رہا ہے تاکہ ہم نیشنل گیمز کر اسکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح میں نے کہا purpose sports complex internationalize کام ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہمت دیدے ہماری حکومت کو اور آپ اپوزیشن کی رہنمائی آپ کی حمایت بھی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں آپ اس کو appreciate کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی میں تقریباً تین کے قریب مطلب اسپورٹس کمپلیکس بننے جارہے ہیں۔ ڈی سی صاحب اور مختلف ڈسٹرکٹس کے ڈی سی صاحبان سے بھی کہا گیا ہے کہ آپ سرکاری زمینوں کا ہمیں بتا دیں کہ یہ کہاں پر پڑی ہوئی ہے، کیا کرنا ہے۔ سریاب روڈ پر مرکزی حکومت کے ساتھ بات ہو چکی ہے۔ بہت جلد MoU Sign ہونے والا ہے کہ ریڈ یوپا کستان کے ساتھ تقریباً Seventy یکڑ مشتمل زمین ہے تو اس کو اگر ہم نے وہ اسٹیڈیم بنایا تو باقی اس کے بعد کوئی ضرورت ہی نہیں ہو گی کسی اور اسٹیڈیم کی۔ اس میں سب کچھ ہے، انڈور گیمز وغیرہ بھی آپ آجائیں برفنگ بھی دینے گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہاؤس نے بھی چاہا تو ہاؤس کے اندر بھی ہم کہیں گے۔ اس کو دکھا بھی دینے گے۔ آپ سب آجائیں ہم آپ کو دکھائیں گے کہ وہ کس طرح بننے جارہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت: صرف اتنا ہے کہ آپکو اور ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ توفیق دے دے کہ ہم اس کو آگے لجائیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے آپ دیکھیں گے بہت زیادہ کام ہو گا۔ آپ کے ڈسٹرکٹ میں رکھا ہوا ہے یہ discrimination نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ زا بدلی ریکی صاحب کے سوال نمبر 225 اور سوال نمبر 226 چونکہ ان کے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ ان کو اگلے سیشن کے لئے defer کیا جاتا ہے۔ جی زا بدلی ریکی صاحب۔

میرزا بدعلی ریکی: یہ وزیر موصوف خزانہ ظہور صاحب نے یہاں کوئی بات کہی کہ میں نے ہر ڈسٹرکٹ کو پی ایس ڈی پی میں دو، دو ارب دیئے ہیں۔ اُس میں ڈسٹرکٹ واٹک میں، ایک سال تو اس لوگوں نے، اس گورنمنٹ نے پچھلے سال 19-2018ء کا ہائی کورٹ میں کیس کا انہوں نے بہانہ کیا۔ 20-2019ء کا ہم سے تجویز لے لیا سولہ کروڑ کا، وہ بھی ابھی تک ٹینڈرنیں ہوئے ہیں۔ فناں منسٹر صاحب یہاں پیٹھے نہیں ہیں۔ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور اس پی ایس ڈی پی کو انشاء اللہ جناب اپیکر صاحب! کل پرسوں تک اٹھا کر انشاء اللہ چیف جسٹس، عدیلہ سے۔ انصاف تو یہاں ہمیں نظر نہیں آ رہا ہے اس کو اٹھا کر انشاء اللہ ہائیکورٹ میں کیس دائر کریں گے۔ اسی پی ایس ڈی پی کو جو آپ لوگوں نے کہا ہے ”کہ میں ہر ڈسٹرکٹ کو میں نے دو، دو، تین، تین ارب دیئے ہیں“، عدالت کے سامنے انشاء اللہ میں اور آپ دونوں فناں منسٹر صاحب پیش ہونگے کہ آپ نے واٹک ڈسٹرکٹ میں دو ارب دیا ہے یا ایک روپیہ اس دوساروں میں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ۔

میرزا بدعلی ریکی: جناب اپیکر صاحب! ایک اور سوال۔۔۔ (ماغلٹ) kindlly سردار صاحب! آپ مذاق مت کریں۔ مذاق کا ایک ٹائم ہوتا ہے۔ آپ بیٹھنے والے جناب اپیکر صاحب! بیت اللہ جانے سے پہلے میری ماٹکیل میں۔ ایک ایک چیک پوسٹ ”جوڈر“ اُسکو کہتے ہیں۔ میں نے جا کر وہاں بھتہ خوری کا نظام بند کیا۔ پھر استٹنٹ کمشنر، مدیر صاحب نے، میں جب بیت اللہ گیا اُس نے پھر اس کو کھول دیا۔ رشوت کا دھندا اس نے پھر کھول دیا۔ یہی چھوٹی گاڑیوں کی لائن گلی ہوتی ہے۔ جناب اپیکر صاحب! تین دن پہلے حساس ادارے والوں نے لیویز کو رنگ ہاتھوں پیسوں کے ساتھ پکڑا ہے۔ ایک بیگ پیسے۔ جناب استٹنٹ کمشنر۔ لیویز والوں سے کہا ”کہ بھتی! یہ پیسے آپ کہاں سے لائے ہیں؟“ کہتے ہیں ”ہم نے ”جوڈر“ سے کمائے ہیں“۔ کہاں لیجارتے ہیں؟۔ ہمیں کہا گیا کہ یہ بیگ اس استٹنٹ کمشنر ماٹکیل کو دینا۔ جناب اپیکر صاحب! یہ بیگ پیسوں سے بھرا تھا۔ حساس ادارے والوں کو میری طرف سے سلام ہے کہ انہوں نے اس لیویز والوں کو پکڑا پیسوں کے ساتھ۔ جناب اپیکر صاحب!

قائد ایوان صاحب آئے، most welcome جام صاحب آپ آگئے۔ میری ٹائم پر آپ آگئے ہیں شکریہ۔

جناب اپیکر صاحب! اس طرح کی رشوت خوری پر kindly قائد ایوان صاحب! ایک لیویز والے پکڑے بھتی گئے ہیں حساس اداروں والوں نے اس کو پکڑا بھتی۔ بیگ پیسے سے بھرا ہوا ہے kindly۔ استٹنٹ کمشنر ماٹکیل، مدیر سے پوچھیں کہ ”رشوت آپ کیوں لے رہے ہیں خدارا!“ آپ یہ پیسے کہاں لے جا رہے ہیں کس کو دیئے ہیں؟۔ میں ایک پی اے ہوں میں نے خود جا کر چیک پوسٹ پر کہا۔ ہوم منسٹر، خیاء لاغو نے پر لیں کانفرنس کی کہ بھتہ خوری بند ہے۔

اور یہ ماشکلی "جودر" میں یہ کیوں چل رہا ہے پسیے رشوت کے، اس کی کیا وجہ ہے؟ قائد ایوان صاحب! please اس پروٹوٹس لے لیں۔ آپ آئے ہیں ضلع واشک کے اوپر رحم کریں۔ میں ابھی بیت اللہ سے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا ہے کہ رب العلمین ان سب کے دلوں میں واشک کے مظلوموں کے لئے رحم ہو جائے۔ thank you۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زابدی ریکارڈر کی صاحب! جی وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں

جناب صدر حسین (سیکرٹری اسمبلی): میر اسد اللہ بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا روائی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم کی گنتی کریں کہ پورا ہے کہ نہیں؟ اسمبلی کا کورم پورا نہیں ہے۔ تو ہذا اسمبلی متوی کی جاتی ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 20 دسمبر 2019ء بوقت صبح گیارہ بجے تک کلیئے متوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجکر 52 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



17 دسمبر 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

53